دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲) جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ جون ۲۰۰۷ء

فہرست

۱	حمد باری تعالیٰ ونعت رسول مقبول ﷺ۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۴
۴	درس حدیث شریف۔	۱۰
۵	شریعت وطریقت کی تعلیم بحوالہ کشف المحجوب شریف	۱۳
۶	بخاری شریف پڑھئے۔	۱۶
۷	علامات ومعجزات۔	۲۱
۸	ایک سوال ایک جواب۔	۲۵
۹	سوالات وجوابات۔	۲۹
۱۰	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔	۳۳
۱۱	منقبت۔	۳۶

بیاد گار:

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے،ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر
شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا اٹھارہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	1500
عرب امارات وسعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

www.seedharastah.com

حمد باری تعالیٰ

از قلم: راجا رشید محمود

مرا مالک رؤف و ہادی و مقسط رحماں ہے
اُسے جو مانتا ہے وہ سلیم العقل انساں ہے

خدا خالق ہے اور توجیہہ خلقت حرف قرآں ہے
عبادت کے لئے پیدائش ہر جن و انساں ہے

نبی سے جس کو الفت ہے، خدا پر جس کا ایماں ہے
شناسائے ادب ہے وہ، وہی بندہ سخن داں ہے

ہے خلقت اُس سے ہر شے کی، وجود اُس سے، بقا اُس سے
کسی شے کا بھی عرفاں اصل میں خالق کا عرفاں ہے

خدائے لم یزل کے دستِ قدرت کے اشارے پر
حیات و موت کی ہر ایک صورت گرم جولاں

وہ ہر شے کی کفالت کرنے والا، مرتبے والا
ہر اِک عظمت، ہر اِک خوبی، مرے خالق کی شایاں ہے

اُلٹ پھیر اُس سے ہے دن رات کا قائم زمانے میں
بدلتی صورتیں ساری، یہ ہم پہ رب کا احساں ہے

یہ ہریالی، یہ پانی، یہ دھنک، یہ رنگ، یہ خوشبو
یہ جو کچھ بھی نظر آتا ہے، رب کے زیر فرماں ہے

وہ القدوس ہے، وہ قادرِ مطلق ہے، الحق ہے
مرے دل میں اُسی کے گھر پہنچ جانے کا ارماں ہے

تنوع اور بوقلمونیاں دنیا میں ہیں اِس سے
کوئی گریہ کناں ہے اور کوئی شاداں و فرحاں ہے

کرم کی اک نظر محمودؔ پر، اے میرے رب! کر دے
یہ خاطی تو ہے لیکن اب خطاؤں پر پشیماں ہے

☆☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

از قلم: محمد خالدؔ

یہ رفعتِ ذِکر مصطفیٰ ﷺ ہے نہیں کسی کا مقام ایسا
جو بعد ذکرِ خدا ہے افضل ہے ذکر خیرالانام ﷺ ایسا

درِ نبی پر یہ عمر بیتے ہو مجھ پہ لطف دوام ایسا
کہ مدینے والے کا یہ مقامی ہو اُن کے در پر قیام ایسا

لبوں پہ نام نبی ﷺ جب آیا گُریز پا حادثوں کو پایا
جو ٹال دیتا ہے مشکلوں کو میرے نبی ﷺ کا ہے نام ایسا

مجھ کو دیکھو وہ بے طلب ہی نوازتے جا رہے ہیں پیہم
نہ میرا کوئی عمل ہے ایسا نہ میرا کوئی ہے کام ایسا

بلال رضی اللہ عنہ تجھ پر نثار جاؤں کہ خود نبی ﷺ نے تجھے خریدا
نصیب ہو تو نصیب ایسا غلام ہو تو غلام ایسا

ہیں جتنے عقل و خرد کے دعوے سب اُن کی گردِ سفر میں گم ہیں
کوئی بھی اب تک سمجھ نہ پایا ہے مصطفیٰ ﷺ کا مقام ایسا

نماز اقصیٰ میں جب پڑھائی تو انبیاء و رسل یہ بولے
نماز ہو تو نماز ایسی امام ہو تو امام ایسا

دُرود اُن پر سلام اُن پر ہیں خوبیاں سب تمام اُن پر
سلامتی کی جو ہے ضمانت وہ لے کے آئے نظام ایسا

میں خالدؔ اپنے نبی ﷺ پہ قرباں ہے جس کا خلق عظیم قرآں
ہے دوسرا کون اِس جہاں میں سوائے خیرالانام ﷺ ایسا

جن قارئین کرام کا سالانہ زرِخرید ختم ہو چکا ہے اگر وہ آئندہ سال کے لئے ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' جاری رکھنا چاہتے ہیں تو مبلغ 150 روپے بنام ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور ہوں اور تبلیغ دین کا سلسلہ جاری رکھنے میں معاون ثابت ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاک اللہ (ادارہ)۔

www.seedharastah.com

اداریہ

احساس ذمہ داری کا فقدان

فرمانِ باری تعالیٰ ہے ''تم لوگ انصاف کرو'' اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی خاص طبقہ کو نہیں کہا کہ صرف وہی انصاف کرے۔ بلکہ اِس میں ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے کہ تمام لوگ اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور انصاف کرتے ہوئے اِس کو پورا بھی کریں۔ ظاہر ہے کہ جب آدمی اپنی ذمہ داری پوری کرے گا تو نہ کسی کی حق تلفی ہوگی اور نہ ہی کسی کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ معاشرہ میں ایک نہایت خوبصورت توازن پیدا ہوجائے گا۔ کیونکہ حقوق وفرائض ترازو کے دو پلڑے ہیں۔ عام طور پر سمجھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حکم صرف جج صاحبان کے بارے میں ہے کہ انصاف کرنا اُن کی ذمہ داری ہے۔ یہ خیال حتمی طور پر درست نہیں۔

ہم سب جس معاشرہ اور سماج میں رہتے ہیں اُس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہے لہذا ہمیں اُس کے مطابق معاشرتی زندگی کے اُصول وضوابط کو بھی اپنانا چاہیے۔ اگر معاشرہ کی بنیاد احساس ذمہ داری اور عدل وانصاف پر قائم ہو تو نظام زندگی قائم ودائم رہتا ہے۔ لوگ خوشحال ہوتے اور معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ لیکن آج ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو ہمیں ہر طرف احساس ذمہ داری کا فقدان نظر آتا ہے۔ اربابِ اقتدار سے لیکر عام آدمی تک سب احساس ذمہ داری سے محروم نظر آتے ہیں۔

واضح ہو کہ ایک عام آدمی اور صاحبِ اقتدار کی ذمہ داریوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ عام آدمی کی ذمہ داری کسی حد تک اُس کی ذات تک محدود ہے۔ لیکن صاحبِ اقتدار یا سربراہِ مملکت کی ذمہ داری کا اچھا بُرا اثر پوری قوم وملک پر پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتا ہے۔ وہ رعیت کا امیر ہوتا ہے اور اسلام کی رو سے امیر کی اطاعت بھی لازم قرار دی گئی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ امیر کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی اپنے رتبہ ومرتبہ کے مطابق ہو۔ اِس کو اپنے ہاتھ یا منہ کو جنبش دینے سے قبل ہزار مرتبہ سوچنا چاہیے۔ اِس کے لبوں کی جنبش سے لاکھوں لوگوں کی قسمت کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات تاریخ کا رُخ مڑ جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک امریکی صدر نے 1945ء میں جاپان پر ایٹم بم گرانے کا حکم دیا جس کی وجہ سے لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے اور آج تک جاپانی قوم اُس کے نتائج بھگت رہی ہے۔

غور طلب بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن لوگوں کو صاحبِ اقتدار بنایا ہے اُن کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک میں لوگوں کی جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔ لوگوں کو اِسلامی تعلیمات کے مطابق ماحول اور مواقع مہیا کریں اور ملک میں عدل وانصاف کا نظام قائم کرنے کے لئے اقدامات کریں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح معنوں میں پورا نہیں کررہے جس کے نتیجہ میں ملک میں افراتفری کی کیفیت پیدا ہوچکی ہے ہر مسئلہ کو مناسب طریقہ سے حل کرنے کی بجائے اپنی انا کا مسئلہ بنایا جارہا ہے۔ تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیا جارہا ہے جس کی وجہ سے مسائل حل ہونے کی بجائے زیادہ گھمبیر اور عوام کے لئے مشکلات کا باعث بن گئے ہیں۔ جن کا نتیجہ یقینی طور پر ملک وقوم کی رسوائی ہے۔ لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم سب اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور نہایت ایمانداری سے اُن کو پورا کریں۔ تاکہ معاشرہ خوشحال ہو اور ترقی کی منزلیں طے کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صبر وتحمل اور رواداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

www.seedharastah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ○ (البقرہ:۱۶۴)

''بے شک آسمان اور زمین کی پیدائش اور رات دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اِس سے زندہ فرمایا اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان اور زمین کے درمیان (اللہ تبارک وتعالیٰ کے) حکم کا بندھا ہوا ہے۔ اِن سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں''۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ''بے شک زمین اور آسمان کے پیدا کرنے میں''۔

وَمَا فِیۡهِمَآ مِنَ الشَّمۡسِ وَالۡقَمَرِ وَالۡکَوَاکِبِ وَالۡاَشۡجَارِ وَالۡاَنۡهَارِ وَالۡجِبَالِ وَالۡبِحَارِ وَالۡجَوَاهِرِ وَاَنۡوَاعِ النَّبَاتَاتِ وَالۡحَیَوَانَاتِ [۱]

''اور اِن دونوں میں جو اشیاء ہیں جیسے سورج، چاند، ستارے، درخت، نہریں، پہاڑ، سمندر، جواہر، نباتات اور حیوانات'' نیز زمین کے حصّوں کا مختلف ہونا کوئی سرد ہے اور کوئی گرم ہے۔ اِس میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ مطلب یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی الوہیت اور اُس کی توحید پر دلیل ایک تو یہ آسمان ہے جس کی بلندی، وسعت اور کشادگی جس کے رکے ہوئے اور چلنے والے روشن ستارے تم دیکھ رہے ہو۔ پھر زمین کی پیدائش جو کثیف چیز ہے جو تمہارے قدموں تلے بچھی ہوئی ہے جس میں بلند چوٹیوں کے سر بفلک پہاڑ ہیں۔ جس میں موجیں مارنے والے بے پایاں سمندر ہیں۔ زمین پر طرح طرح کی پیداوار ہوتی ہے۔ جس میں انواع واقسام کے خوش رنگ بیل بوٹے ہیں۔ جس میں رہتے سہتے ہو اور اپنی مرضی کے مطابق آرام دہ مکان بنا کر بستے ہو اور جن سے صدہا منافع اٹھاتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: قَالَتۡ قُرَیۡشٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ اُدۡعُ اللّٰهَ اَنۡ یَّجۡعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا نَتَقَوّٰی بِهٖ عَلٰی عَدُوِّنَا فَاَوۡحَی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَی النَّبِیِّ ﷺ اِنِّیۡ مُعۡطِیۡهِمۡ وَلٰکِنۡ اِنۡ کَفَرُوۡا بَعۡدَ ذٰلِکَ عَذَّبۡتُهُمۡ عَذَابًا لَا اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعَالَمِیۡنَ فَقَالَ رَبِّ دَعۡنِیۡ وَقَوۡمِیۡ فَاَدۡعُوۡهُمۡ یَوۡمًا بِیَوۡمٍ [۲]

''قریش نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا آپ ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا فرمائیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کوہِ صفا کو سونا بنا دے تاکہ ہم اُس کے ذریعے (گھوڑے اور ہتھیار خریدیں اور اُس) سے دشمن پر غالب رہیں (اور تیرا ساتھ بھی دیں اور ایمان بھی لائیں) اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے وحی فرمائی کہ میں اُن کی یہ درخواست پوری کردوں گا لیکن اس کے بعد اگر اُنہوں نے کفر کیا تو میں انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کروں گا کہ پھر کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا۔ تو رسول کریم ﷺ نے عرض کیا یا اللہ (جل جلالک) تو درگزر فرما

[۱] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۰۔ [۲] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۰، ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۷، درمنثور جلد ۱ ص ۳۹۵، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۰۸۔

اور مجھے اور میری قوم کو میرے حال پر چھوڑ دے میں ہر روز اُن کی بخشش کی دُعا کرتا رہوں گا''۔

اِس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔۔۔۔۔۔آیت نازل فرمائی۔حاصل یہ ہوگا کہ یہ لوگ سونا بنانے کا کیا سوال کرتے ہیں۔ اِس سے بڑی بڑی دلیلیں جو ہر وقت اِن کے مشاہدہ میں موجود ہیں جیسے آسمان اور زمین اُنہیں دیکھ کر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ (اور رات اور دن کی آمدورفت) یعنی شب وروز کا آمدورفت میں ایک دوسرے کے پیچھے ہونا اور موسم کے اختلاف سے رات دن کا گھٹنا بڑھنا مراد ہے کہ گرمیوں میں دن بڑا ہوتا ہے اور سردیوں میں رات بڑی ہوتی ہے۔

وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ ''اور کشتی اور جہاز جو سمندر میں چلتے ہیں''

کَیْفَ سَخَّرَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی لَکُمْ تَحْمِلُ الْاَثْقَالَ وَلَا تَرْسَبُ فِی الْبَحْرِ [۳]

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے کس طرح جہازوں کو مسخر کیا ہے باوجود اِس کے کہ بہت زیادہ (ہزاروں لاکھوں ٹن) وزن ہوتا ہے۔پھر بھی کیسے فراٹے سے جاتے ہیں۔اور بحکم الٰہی سمندر میں غرق ہونے سے بچے رہتے ہیں''۔

اِس ملک والے اُس ملک والوں سے اور اُس ملک والے اِس ملک والوں سے رابطہ اور لین دین کر سکتے ہیں۔ یہاں کی چیزیں وہاں پہنچ سکتی ہیں اور وہاں کی چیزیں یہاں پہنچ سکتی ہیں۔

بِمَآ یَنْفَعُ النَّاسَ ''وہ چیزیں لے کر جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں''

اَیْ یَنْفَعُھُمْ اَوْ بِالَّذِیْ یَنْفَعُھُمْ مِنَ الرُّکُوْبِ عَلَیْھَا وَالْحَمْلُ فِیْھَا فِی التِّجَارَاتِ وَالْمَکَاسِبِ وَاَنْوَاعِ الْمَطَالِبِ [۴]

''لوگوں کے نفع کے ساتھ چلتی ہیں یعنی اُن کے چلنے میں لوگوں کا نفع ہے اور اشیاء نافعہ کے ساتھ چلتی ہیں مثلاً اُن پر سوار ہوتے ہیں اور تجارتی مال لے جاتے ہیں اور اپنے دیگر مقاصد حاصل کرتے ہیں''۔

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا

''اور اُس پانی میں جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے آسمان سے نازل فرمایا ہے پھر اُس سے مردہ زمین کو زندہ فرمایا ہے''۔

بارش میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں کہ کس طرح بخارات سے حاصل شدہ پانی فضا میں جمع ہوتا ہے اور کس طرح منتشر ہوتا ہے اور اِس جہاں کی بقاء میں وہ کیا رول ادا کرتا ہے۔ اور اِس سے کھیتیاں' باغات' سبزیاں اور پھل پھول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں''۔ یہ بارش کا پانی قدرتِ الٰہیہ سے کس طرح قطرہ قطرہ اترتا ہے۔

اِس طرح نازل کرنے سے ہر چیز کا بچاؤ مقصود تھا۔اگر آسمان سے پانی سیلاب کی طرح آتا تو کوئی جانور، انسان اور دیگر اشیاء کا کچھ نہ بچتا پھر پانی برسنے کے بعد اِس کا زمین میں محفوظ رکھنا انسان کے بس میں نہ رہتا۔

ربِ کائنات کا ارشاد عظیم ہے:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰہُ فِی الْاَرْضِ ق صلے وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍۢ بِہٖ لَقٰدِرُوْنَ ○ [۵]

''اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے پر پانی اتارا پھر اُسے زمین میں ٹھہرایا اور بے شک ہم اُس کے لے جانے پر قادر ہیں''۔

---

[۳] مظہری جلد ا ص ۱۶۰۔ [۴] مظہری جلد ا ص ۱۶۰۔ [۵] المومنون: ۱۸۔

www.seedharastah.com

اِس سے معلوم ہوا' ربِّ ذوالجلال ہر جگہ اور ملک میں اُس اندازے سے بارش بھیجتا ہے جتنی وہاں ضرورت ہوتی ہے۔ ضرورت کو ربِّ کریم ہی جانتا ہے۔ پھر پانی کو زمین پر ٹھہراتا ہے نہ تو خشک ہوتا ہے اور نہ بگڑتا ہے بلکہ جمع رہتا ہے جیسے بڑے بڑے ڈیموں میں پانی سٹور رہتا ہے جس سے ملکوں کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔

اگر پانی کا مادہ بہنے والا نہ ہوتا تو یہ کام نہیں ہوسکتا تھا۔ اور پھر اگر ہوائیں نہ چلتیں جو جہازوں اور بحری بیڑوں کو حرکت میں لاتی ہیں تو جہازوں کی لمبی لمبی مسافتیں طے کرنا ممکن نہ ہوتا۔ بادبانی کشتیاں کھڑی رہتیں۔

ارشاد ربِّ ذوالجلال ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ [٦]

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہیں' دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑ (یعنی بڑی بڑی بادبانی کشتیاں جو اُس وقت رائج تھیں) وہ چاہے تو ہوا تھما دے اور اُس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں (یعنی اُس زمانے میں کشتیوں کی روانی' موافق ہوا سے ہوتی تھی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ہم ہوا موافق نہ چلائیں تو تم کیسے منزل مقصود تک پہنچو یا اگر ہم مخالف ہوا چلا دیں تو کیسے پار لگو) بے شک اِس میں ضرور نشانیاں ہیں' ہر بڑے صابر اور شاکر کے لئے''۔

''وہ مخلص مومن جو مصیبتوں میں صبر اور راحتوں میں شکر کرتے ہیں وہ اُن کشتیوں سے پتا لگاتے ہیں کہ زندگی کی کشتی دنیا کے دریا سے تب بخیریت پار لگ سکتی ہے جب فضل وکرم کی ہوا چلتی رہے''۔ [٧]

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ

''اور (زمین میں) ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش''

مطلب یہ کہ صَغِيْرَةٌ لَا يَكَادُ يُبْصَرُ وَكَبِيْرَةٌ لَا يَتَصَوَّرُ تَسْخِيْرُهَا اِلَّا بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ [٨]

''زمین میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اُن میں بعض جانور تو اِس قدر چھوٹے ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے اور بعض اِس قدر بڑے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد اور قوت کے بغیر آدمی انہیں کسی طرح بھی قبضہ میں نہیں لاسکتا''۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو''۔

ہواؤں کے پھیرنے کا مطلب یہ ہے۔

الى المشرق والمغرب والجنوب والشمال مفيدة ومضرة [٩]

''کبھی مشرق کی طرف اور کبھی مغرب کی طرف کبھی جنوب کا دورہ اور کبھی شمال کا۔ کبھی مفید ہوتی ہیں اور کبھی مضر۔'' ایک وقت تُند ہیں اور دوسرے وقت نرم' کبھی گرم ہیں کبھی ٹھنڈی''۔

رِیاح:

ریح کی جمع ہے جو روح سے بنا بمعنی رحمت۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ [١٠]

چونکہ ہوا خود بھی رحمت ہے اور ہزار ہا رحمتوں کا ذریعہ ہے۔ اِس لئے اِسے ریاح کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اکثر قہر کی ہوا کو ریح

[٦] الشوریٰ: ۳۲،۳۳۔ [٧] نور العرفان زیر آیت الشوریٰ: ۳۳۔ [٨] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ [٩] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ [١٠] یوسف: ۸۷۔

اور رحمت کی ہوا کو ریاح کہا گیا ہے۔ [۱۱]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ [۱۲] ”ہم صبا کے ذریعے مدد کیے گئے اور قوم عاد ”دبور“ کے ساتھ ہلاک کی گئی“۔

”صبا“ وہ ہوا ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف چلے یہ تیز ہوتی ہے اور اکثر بارش لاتی ہے اور ”دبور“ وہ ہوا ہے جو مغرب سے مشرق کی طرف جائے یہ گرم و خشک ہوتی ہے، زمین کو خشک کرتی ہے۔ بادلوں کو پھاڑ دیتی ہے، بارش کو دور کرتی ہے۔ غزوۂ خندق میں جب سارے کفارِ عرب نے مدینہ منورہ کو گھیر لیا تھا ایک رات صبا (ہوا) تیز چلی جس سے کفار کے خیمے اڑ گئے دیگچیاں ٹوٹ گئیں۔ جانور بھاگ گئے اُن کے منہ مٹی اور ریت سے بھر گئے آخر سب کو بھاگنا پڑا“ [۱۳]

ہوا کو بُرا کہنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ فَإِنَّهَا مِنْ رُوْحِ اللّٰهِ تَأْتِيْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ وَلٰكِنْ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا [۱۴]

”ہوا کو بُرا مت کہو کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمت سے ہے اور عذاب بھی لاتی ہے۔ البتہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ہوا کی بھلائی مانگو اور اُس کی برائی سے پناہ چاہو“۔

ہوا، پانی، مٹی، آگ، چاند، سورج، بادل، رعد، برق، صاعقہ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم میں ہیں اور اُس کی اطاعت میں۔ پس اِن کو بُرا کہنا عقلمندی نہیں۔ انسان اور حیوان کی زندگی پانی اور ہوا پر موقوف ہے۔ ہر ایک رحمت کی چیز جب اعتدال سے زیادہ ہو تو عذاب ہو جاتی ہے۔ پانی رحمت ہے مگر قوم نوح علیہ السلام اور فرعون اور اُس کی قوم کے لئے عذاب تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ تَأْتِيْ بِرَحْمَةٍ وَبِالْعَذَابِ وَلَا تَسُبُّوْهَا وَسَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَعُوْذُوْا بِهٖ مِنْ شَرِّهَا** [۱۵]

”ہوا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمت ہے، رحمت بھی لاتی ہے عذاب بھی۔ لہٰذا اِسے بُرا نہ کہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے اِس کی خیر مانگو اور اِس کے شر سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ مانگو“۔

تیز ہوا چلنے کے وقت کی دُعا:

اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، جب تیز ہوا چلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرماتے:

---

[۱۱] مرآۃ جلد۲ ص ۳۹۸۔ [۱۲] شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۴۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۲۵۔۱۷۔۳۲۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۱۱، بخاری حدیث نمبر ۱۰۳۵، مسلم حدیث نمبر ۹۰۰، مسند احمد جلد۱ ص ۲۲۳، مرقاۃ جلد۳ ص ۵۶۱، مسند احمد جلد۱ ص ۲۲۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۶۴۔۳۴۶، مستدرک حاکم جلد۲ حدیث نمبر ۴۵۶، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۰۰۲، مجمع الزوائد جلد۶ ص ۶۵، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۱ ص ۶۰۔۲۹۵، جلد۱۲ ص ۴۴۔ [۱۳] مرآۃ جلد۲ ص ۲۹۸۔ [۱۴] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۷۲۷، درمنثور جلد۱ ص ۳۹۶، باختلاف الفاظ۔ [۱۵] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۱۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۹۷، مسند احمد جلد۲ ص ۲۶۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۶۱، مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۲۸۵، ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۹، الادب المفرد حدیث نمبر ۹۰۶۔۷۲۰، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۰۰۶، درمنثور جلد۱ ص ۳۹۶۔۳۹۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۴۶، مرقاۃ جلد۳ ص ۵۶۵۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا وَشَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِہٖ [16]

''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) میں تجھ سے ہوا کی خیر اور جو اِس ہوا میں ہے' اُس کی خیر اور جو چیز ہوا لے کر بھیجی گئی اُس کی خیر مانگتا ہوں اور ہوا کے شر اور جو اِس میں ہے' اُس کے شر سے اور جو ہوا لئے ہوئے ہے' اُس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

ایک حدیث شریف جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اُس میں ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کے سامنے ہوا پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَلْعَنِ الرِّیْحَ فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَۃٌ وَاِنَّہٗ مَنْ لَعَنَ شَیْئًا لَیْسَ لَہٗ بِاَھْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَۃُ عَلَیْہِ [17] ''ہوا کو لعنت نہ کرو یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے چلتی ہے اور جو کوئی ایسی چیز کو لعنت کرے جو اُس کے لائق نہ ہو تو لعنت خود لعنت کرنے والے پر لوٹتی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایسا کبھی نہ ہوا کہ ہوا چلے اور نبی کریم ﷺ اپنے نورانی گھٹنوں مبارک پر بیٹھ کر یہ نہ کہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَۃً وَّلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَتَجْعَلْھَا رِیْحًا [18]

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِسے رحمت بنا اِسے عذاب نہ بنا' اِلٰہی اِسے ریاح بنا ریح نہ بنا''

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ درمنثور میں اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں:

اَلرِّیَاحُ ثَمَانٌ اَرْبَعٌ لِلرَّحْمَۃِ النَّاشِرَاتِ 'وَالذَّارِیَاتِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَالْمُبَشِّرَاتِ' وَاَرْبَعٌ لِلْعَذَابِ الْعَاصِفِ وَالْقَاصِفِ وَھُمَا فِی الْبَحْرِ وَالصَّرْصَرِ' وَالْعَقِیْمَ وَھُمَا فِی الْبَرِّ [19]

''ہوائیں آٹھ ہیں۔ چار رحمت کی

(۱) ناشرات (یہی بہت بڑی خوش ہوائیں ہیں)۔ (۲) ذاریات (یہ مٹی وغیرہ اڑاتی ہیں)۔

(۳) مرسلات تفسیر روح البیان میں مرسلات کی بجائے اللواقع آتا ہے (یہ درختوں کے اندر پھل پیدا کرتی ہیں)۔

(۴) مبشرات (یہ بادل کو ابھارتی ہیں)۔ اور چار عذاب کی

(۱) عاصف (۲) قاصف (۳) صرصر اور (۴) عقیم پہلی دو سمندروں کے عذاب کی ہیں اور آخری دو خشکی کی ہیں''

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان روکا ہوا ہے) لَا یَنْزِلُ وَلَا یَنْقَشِعُ مَعَ اَنَّ الطَّبْعَ یَقْتَضِیْ اَحَدُھُمَا حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَ اَیْضًا ھُوَ مُسَخَّرٌ فِی الْجَوِّ یُقَلِّبُہُ اللّٰہُ حَیْثُ یَشَاءُ [20] یعنی دیکھو آسمان کے درمیان بادل کیسا ہے نہ گرتا ہے نہ پھٹتا ہے حالانکہ اُسی کی طبیعت کا تقاضا بلند ہونا ہے یا

---

[16] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۱۳، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۳ ص ۳۶۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۴۷، درمنثور جلد ۱ ص ۲۹۹۔ [17] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۱۷، مرقاۃ جلد ۳ ص ۵۶۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰۸، ترمذی حدیث نمبر ۱۹۷۸، الترغیب والترھیب جلد ۳ ص ۴۷۵، ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۸۔ [18] درمنثور جلد ۱ ص ۳۹۹۔۳۹۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۹، مرقاۃ جلد ۳ ص ۵۶۶، مسند الشافعی ص ۱۸۱، بحرالمحیط مختصراً جلد ۱ ص ۶۴۱۔ [19] مرقاۃ جلد ۳ ص ۵۶۵' درمنثور جلد ۱ ص ۳۹۷' تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۶۸۔
[20] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۱۔

زمین پر آتا ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جہاں چاہتا ہے اُسے بھیج دیتا ہے۔

لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ''اِن میں عقل والوں کے لئے قدرت کی نشانیاں ہیں''

''یعنی اِن اشیاء میں اُن لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو اُن میں فکر کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ تمام اشیاء اپنی ذات کے اعتبار سے حادث اور ممکن ہیں اور اُن کی ذات اُن کے وجود کو نہیں چاہتی اور ایسے ہی اُن کے آثار ہیں جو مختلف وجود اور مختلف طریقوں سے واقع ہوتے ہیں ممکن اور حادث ہیں۔ اب لامحالہ کوئی نہ کوئی اِن کا بنانے والا ہے اور وہ بنانے والا ایسا ہے جو حی وقیوم، علیم وحکیم اور قادرِ مطلق، تمام صفاتِ کمال والا اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ ہے۔ اور اُس کا کوئی مماثل اور معارض نہیں۔ وہ ہر صفتِ حقیقی میں یکتا ہے۔ کیونکہ اگر دوسرا قادر بھی ایسا مان لیا جائے تو باہم نزاع مان لیا جائے گا اور یہ نزاع موجب فسادِ عالم ہے۔ اور جہانِ ارض وسما میں ہر چیز منظّم انداز میں مالکِ حقیقی کے حکم کے مطابق مصروف کارِ عمل ہے۔ معلوم ہوا معبودِ برحق ایک ہی ہے جو پرستش اور شکر کا مستحق ہے، وہ ایک اللہ وحدہ لاشریک ہے''۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ثم قال ویل لمن قراء ولم یتفکر فیھا [۲۱] ''بے شک زمین وآسمان کی تخلیق اور دن اور رات کے بدلنے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ پھر فرمایا: افسوس ہے اُس شخص کے حال پر جو ان آیات کو پڑھے اور اِن کے معانی مطالب اور مضمون کو نہ سمجھے''۔

یہ آیت اِس لحاظ سے بڑی جامع ہے کہ کائنات کی تخلیق اور اِس کے نظم وتدبیر کے متعلق سات اہم امور کا اس میں یکجا تذکرہ ہے۔ جو کسی اور آیت میں نہیں۔

۱۔ آسمان اور زمین کی پیدائش جن کی وسعت اور عظمت محتاج نہیں۔

۲۔ رات اور دن کا یکے بعد دیگرے آنا، دن کو روشنی اور رات کو اندھیرا کر دینا تاکہ کاروبارِ معاش بھی ہو سکے اور آرام بھی پھر رات کا لمبا اور دن کا چھوٹا ہونا پھر اِس کے برعکس دن کا لمبا اور رات کا چھوٹا ہونا۔

۳۔ سمندر میں کشتیوں اور جہازوں کا چلنا، جن کے ذریعے تجارتی سفر بھی ہوتے ہیں اور ٹنوں کے حساب سے سامانِ رزق وآرائش بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔

۴۔ بارش جو زمین کی شادابی اور روئیدگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

۵۔ ہر قسم کے جانوروں کی پیدائش، جو نقل وحمل، کھیتی باڑی اور جنگ میں بھی کام آتے ہیں اور انسانی خوراک کی بھی ایک مقدار ان سے پوری ہوتی ہے۔

۶۔ ہر قسم کی ہوائیں، ٹھنڈی بھی گرم بھی، بارآور بھی اور غیر بارآور بھی، شرقی غربی بھی اور شمالی جنوبی بھی۔ انسانی زندگی اور اُس کی ضروریات کے مطابق۔

۷۔ بادل، جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جہاں چاہتا ہے برساتا ہے۔ یہ سارے امور، کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت نہیں کرتے؟ یقیناً کرتے ہیں۔ کیا اُس کی تخلیق میں اور اِس نظم وتدبیر میں اُس کا کوئی شریک ہے؟ نہیں، یقیناً نہیں۔ [۲۲]

---

[۲۱] مظہری جلد ۱ ص ۱۶۱۔ [۲۲] احسن البیان ص ۱۰۸۔

www.seedharastah.com

درسِ حدیث شریف

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادُ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''شہروں، بستیوں اور آبادیوں میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو سب سے زیادہ پیاری جگہ اُن کی مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ اُن کی منڈیاں اور بازار ہیں''۔

مسجدوں میں نماز' اعتکاف' ذکرِ الٰہی' ذکرِ مصطفیٰ کریم ﷺ' درسِ قرآنِ مجید' درسِ حدیث مبارکہ اور ذکرِ صالحین ہوتا ہے۔ مسجدیں اِن مبارک اشغال اور اعمال کی خاص مراکز ہیں۔ یہ ذکرو عبادت سے معمور رہتی ہیں اور اِس کی وجہ سے اِن کو بیت اللہ سے ایک خاص نسبت ہے۔ اِس لئے انسانی بستیوں اور آبادیوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب یہ مسجدیں ہی ہیں جبکہ بازار اور منڈیاں انسانوں کی مادی اور نفسانی خواہشات کے مراکز ہیں' وہاں جا کر انسان عموماً اللہ ربّ العزت سے غافل ہو جاتے ہیں اور وہاں کی فضا غفلت' نافرمانیوں اور گناہوں کی کثرت سے مکدّر رہتی ہے۔ اِس لئے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ میں انسانی آبادیوں کا سب سے زیادہ مبغوض حصّہ ہیں۔

حدیث شریف کی اصل روح اور اِس کا منشا یہ ہے کہ اہلِ ایمان کو چاہئے کہ وہ مسجدوں سے زیادہ سے زیادہ تعلق رکھیں اور اُن کو اپنا مرکز بنائیں اور منڈیوں اور بازاروں میں صرف ضرورت سے جائیں' اُن سے دل نہ لگائیں اور وہاں کی آلودگیوں سے مثلاً جھوٹ' فریب اور بددیانتی سے اپنی حفاظت کریں۔ آلودگیوں سے بچنے والے سوداگروں اور تاجروں کو نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔ اِس سلسلہ میں ایک حدیث شریف میں بیان ہے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک یہودی عالم نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سی جگہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کے آنے تک خاموش رہوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ خاموش رہے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے اُن سے پوچھا: وہ عرض کرنے لگے جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے بڑا عالم نہیں ہے لیکن میں اپنے رب سے پوچھوں گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے:۔

یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ ''یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آج میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے اتنا قریب ہوا کہ اِس سے پہلے کبھی اتنا قریب نہ ہوا تھا'' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **وَکَیْفَ کَانَ یَا جِبْرَائِیْلُ؟** ''اے جبرائیل تم کتنے قریب ہوئے؟'' عرض کیا: **کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابًا مِّنْ نُوْرٍ** ''میرے اور رب کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے رہ گئے'' **فقال**: ربِّ کریم جل وعلا نے فرمایا: **شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَخَیْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا** [2] ''بدترین جگہ بازار ہے اور بہترین جگہ مساجد ہیں'' اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے بازاروں کو بدترین جگہ اور مساجد کو بہترین قرار دیا ہے۔

رسولِ کریم ﷺ مساجد بنانے والوں کو جنت میں اعلیٰ گھر کی بشارت بھی عطا فرماتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۱۷۱۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۹۶، مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۶۵، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۲۹۳، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۱۰، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۷۱۹۔ [2] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۴۱، مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۱۴۔ (ادارہ)

ہے: مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ ۳

''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی خوشنودی کے لئے مسجد بنائے گا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) جنت میں اُس کے لئے گھر بنائے گا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مساجد بنانے اور آباد کرنے والوں کی تعریفیں فرماتا ہے اور اپنے کلامِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ○ (التوبہ:۱۸)

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نمازیں (پنجگانہ) قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کسی سے (اِلٰہ سمجھ کر) نہیں ڈرتے۔ تو قریب ہے یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں''۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ ۴ ''جب تم کسی کو مسجد کی خبر گیری کرتے دیکھو تو اُس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ یہ چیزیں ایمان کی علامتیں ہیں''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو جنت کے باغ قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ: اَلْمَسَاجِدُ قَالَ: وَمَا الرَّتْعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۵

''جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو کچھ چر لیا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جنت کے باغ کیا ہیں؟ (تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔ عرض کیا چرنا کیا ہے؟ فرمایا: وہاں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ عظیم کا مقصود ومدعا یہ ہے کہ جب ہم مسجدوں میں، علاوہ نماز کے ویسے ہی جائیں یا وہاں سے گزریں تب بھی کچھ پڑھ لیا کریں۔ جنت میں جسمانی غذائیں بھی ہیں اور نہ ختم ہونے والے میوے بھی، جن پر کوئی روک ٹوک نہیں۔ ایسے ہی مساجد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی روحانی غذائیں ہیں جن کی نہ روک ٹوک ہے اور نہ ہی فنا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مسجد سے کتنی محبت تھی صاحب مرآۃ، شرح مشکوٰۃ کی پہلی جلد صفحہ نمبر ۴۴۹ کے حاشیہ نمبر ۵ میں لکھتے ہیں۔ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اگر رب کریم مجھے جنت اور مسجد میں جانے کا اختیار دے تو میں جنت کی بجائے مسجد کو اختیار کروں''۔

مسجد کی عظمت اور شان کا اندازہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشادِ مبارک سے لگائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ ۶

---

۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۹۷، مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۷۴، بخاری حدیث نمبر ۴۵۰، مسلم حدیث نمبر ۵۳۳، ترمذی حدیث نمبر ۴۱۸، نسائی حدیث نمبر ۶۸۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۳۶، سنن دارمی جلد ۱ ص ۳۷۶، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۰، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۷،۹۔ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۲۹۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۶۸، کنز العمال حدیث نمبر ۶۴۰۔۱۴۰۔ ۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۲۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۱۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۰۲، دارمی جلد ۱ ص ۳۰۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۶۶، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۰۲، ابن حبان حدیث نمبر ۳۱۰، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۷۴۹۔۲۰۷۳۸۔ ۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۲۹، مرقاۃ جلد ۲ ص ۴۰۶، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۲۲، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۱۲، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۲۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۱ ص ۹۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۸۴۔۲۰۷۳۹۔۲۸۶۹۵ (ادارہ)۔ ۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۹۸، مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۳۳، بخاری حدیث نمبر ۶۶۲، مسلم حدیث نمبر ۶۶۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۰۹۔۵۰۸، مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۷۶، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۴۹۶، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ حدیث نمبر ۲۷۶۔

''جو بندہ جس وقت بھی صبح یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان بنائے گا۔ چاہے وہ جتنی مرتبہ بھی صبح وشام مسجد میں جائے''۔ صبح وشام سے مراد ہمیشگی ہے جو ہمیشہ نماز کے لئے مسجد میں جانے کا پابند ہوا اُسے ہمیشہ جنتی رزق ملے گا۔

کنزالعمال میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے۔

اَلْمَسَاجِدُ بُیُوْتُ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ زُوَّارُ اللّٰهِ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ یُّكْرِمَ زَائِرَهٗ [ے]

''مسجدیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے گھر ہیں اور ان میں حاضر ہونے والے اہلِ ایمان اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ملاقاتی اور مہمان ہیں اور جس کی ملاقات کو کوئی آئے تو اُس پر حق ہے کہ وہ آنے والے ملاقاتی کا اکرام اور اُس کی خاطر داری کرے''۔

مسجد کی برکتیں ملاحظہ فرمائیں:۔

نمازی آدمی جب تک مسجد میں بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کے لئے دُعا کرتے رہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ مَالَمْ یُؤْذِ فِیْهِ مَالَمْ یُحْدِثْ فِیْهِ [۸]

''الٰہی اِسے بخش دے۔ الٰہی اِس کی توبہ قبول فرما۔ جب تک نمازی کسی کو ایذا نہیں دیتا اور اُس کا وضو نہیں ٹوٹتا، فرشتے اُس وقت تک دُعا کرتے رہتے ہیں''۔

اِسلامی شریعت میں نماز کے اجتماعی نظام کا ذریعہ مسجد اور جماعت ہے۔ اُمتِ محمدیہ ﷺ کی دینی زندگی کی تشکیل، تنظیم اور ترتیب وحفاظت میں مسجد اور جماعت کا بڑا دخل ہے۔ اِسی لئے رسولِ کریم ﷺ نے ایک طرف تو جماعتی نظام کے ساتھ نماز ادا کرنے کی انتہائی تاکید فرمائی اور ترکِ جماعت پر سخت سے سخت وعیدیں سنائیں تو دوسری طرف آپ ﷺ نے مساجد کی اہمیت پر زور دیا اور مساجد کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر اور جنت کے باغ فرمایا اور مسجد کو اُمت کا دینی مرکز بنایا اور مسجد کی برکات اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ میں اِس کی عظمت ومحبوبیت بیان فرما کر اُمتِ مسلمہ کو ترغیب دی کہ اُن کے جسم خواہ کسی وقت کہیں ہوں لیکن اُن کے دِلوں اور رُوحوں کا رُخ ہر وقت مسجد کی طرف رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ

''قیامت کے دن کوئی سایہ نہ ہوگا اُس وقت (صرف) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا سایہ ہوگا''۔ یعنی اُس کی رحمت کا یا عرش عظیم کا۔ اُس سایہ میں سات خوش نصیب ہوں گے۔ اُن سات خوش نصیبوں میں سے ایک وہ خوش نصیب ہوگا:۔

قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى یَعُوْدَ اِلَیْهِ [۹]

''جس کا دل مسجد میں لگا رہے جب سے وہ مسجد سے نکلے حتیٰ کہ دوبارہ مسجد میں لوٹ آئے''۔ مومن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق ایسے جیسے چڑیا پنجرے میں۔ اِسی لئے نماز کے بعد بلا وجہ مسجد سے فوراً جانا اچھا نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو ہم پہلے مسجد میں آئیں اور سب سے بعد میں جائیں اور جب باہر جائیں تو کان اذان کی طرف لگے رہیں کہ کب اذان ہو پھر مسجد میں جائیں اور جنت کے باغ میں یادِ الٰہی میں مصروف ہوں۔ اور روح وقلب کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت اور انوار وتجلیات سے نور حاصل کریں اور ربّ ذوالجلال کی خوشنودی پائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دُعا ہے اللہ کریم کے کرم سے ہمارے دِلوں میں مسجد کی محبت پیدا ہو ہم مسجدوں کو آباد کریں اور باجماعت نماز ادا کریں۔ آمین!

ے کنزالعمال جلد ۴ ص ۱۲۴۔ ۸ شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۲۴، باختلاف الفاظ۔ ۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۰۱، مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۱۷، بخاری حدیث نمبر ۶۶۰، مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۱، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۹۱، نسائی حدیث ۵۳۸۰، مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۹، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۳۵۸، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۱۱۶۔ (ادارہ)

تعلیم شریعت وطریقت

بحوالہ کشف المحجوب

(ادارہ)

سوال: طاغوت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو چیز حق تعالیٰ کے مطالعہ سے غافل کر دے وہ طاغوت ہے۔لہٰذا یادِ الٰہی سے غافل کر دینے اور مغفرت الٰہی سے رکاوٹ بننے والی چیزوں سے بچنا چاہیے۔

سوال: جب انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اُس کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

جواب: جب انسان کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے تو اُس کے دل سے ایسی چیزوں کی قدرو منزلت نکل جاتی ہے جو معرفت الٰہی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک توبہ کا کیا مقام ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ

''توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے ہوتے ہیں''

توبہ مقامات کی ابتداء اور عبودیت اُس کی انتہا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ جب ایماندار بندوں کا ذکر فرماتا ہے تو توبہ کے حکم سے یاد فرماتا ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کروٗ اے ایمان والوٗ'

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت داوٗد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ اور حکایت

حضرت داوٗد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ: اے فرزندِ رسول ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں؟ میرا دل سیاہ ہو گیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ: اے ابو سلیمان آپ اپنے وقت کے مشہور عابد وزاہد ہیں آپ کو میری نصیحت کی کیا حاجت ہے؟

حضرت داوٗد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ: اے فرزندِ رسول ﷺ آپ کو ساری مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اور آپ پر سب کو نصیحت فرمانا واجب ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ: اے ابو سلیمان میں ہمیشہ اِس بات سے خائف رہتا ہوں کہ کل بروز قیامت میرے جد کریم ﷺ اِس پر گرفت نہ فرمائیں کہ تم نے میری اتباع کا حق کیوں نہیں ادا کیا۔کیونکہ اتباع نبوی ﷺ کا تعلق نہ نسب صحیح سے ہے اور نہ نسب قوی سے' بلکہ پیروی کرنے سے ہی متعلق ہے۔

حضرت داوٗد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ: جس شخص کا خمیر ہی نبوت کی خاک مبارک سے ہے اور جس کی طبع نشو ونما اپنے جد کریم ﷺ کی برہان اور حجت کے اصول سے ہے اور جس کی والدہ معظّمہ حضرت فاطمہ بتول الزہرہ رضی اللہ عنہا ہیں' وہی جب بذات خود اِسی حیرانی و پریشانی میں ہیں تو حضرت داوٗد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ کس گنتی وشمار میں ہے،وہ زہد وورع پر کیسے بھروسہ کرے۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ کسے دونوں جہانوں میں سر بلند رکھتا ہے؟

جواب: جو بندہ بارگاہِ صمدیت میں تواضع اور بندگی سے سر جھکاتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے دونوں جہانوں میں سر بلند فرما دیتا ہے۔

سوال: جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' تو کیا کرتا ہے؟

جواب: جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں **البصرہ بعیوب نفسہ** تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کو اُس کے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔

سوال: صبر کتنے طریقے کا ہے؟

جواب: صبر دو طریق پر ہے۔ایک مصیبت وبلا پر صبر کرنا، دوسرا

اُن پر صبر کرنا جن کے نہ کرنے کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیا ہے۔ جن چیزوں کے پیچھے چلنے سے حق تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا ہے انہیں نہ کریں۔

سوال: کن کی صحبت سے بچنا چاہئے؟

جواب: بدوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اِنَّ صُحْبَةَ الْاَشْرَارِ نُوَّرَ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْيَارِ ''بدوں کی صحبت، نیکوں سے بدگمانی پیدا کرتی ہے''۔ جو بدوں کی صحبت اختیار کرتا ہے دراصل خود اُس میں بھی بدی کے جراثیم ہوتے ہیں اگر اُس کے دل میں نیکی و بھلائی کا مادہ ہوتا تو وہ نیکوں کی صحبت اختیار کرتا۔

سوال: کیا سچ کی برکت کا کوئی ایسا واقعہ کشف المحجوب میں ہے جس کے مطالعہ سے دل میں نور پیدا ہو۔

جواب: سچ بذاتِ خود دل میں نور پیدا کرتا ہے۔ سچ کے بغیر انسان منزلِ عرفان حاصل نہیں کرسکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سچ بولنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔ سچ میں سلامتی ایمان ہے۔ سچ میں دل کی بقاء ہے۔

واقعہ:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے ظلم سے بھاگ کر حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خانقاہ میں تشریف لائے اور حجاج بن یوسف کے سپاہی تعاقب کرتے ہوئے اندر گھس آئے تو سپاہیوں نے پوچھا اے حبیب! تم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو کہیں دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! سپاہیوں نے پوچھا کس جگہ ہے؟ فرمایا میرے حجرے میں ہیں۔ سپاہی آپ کے حجرہ میں گھس گئے لیکن وہاں کسی کو نہ پایا۔ سپاہیوں نے سمجھا کہ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ نے مذاق کیا ہے۔ اس پر انہوں نے درشت کلامی سے پوچھا، سچ بتاؤ کہاں ہے؟ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا میں سچ کہتا ہوں وہ میرے حجرے میں ہیں۔ سپاہی دو تین مرتبہ اندر گئے پھر آخر کار واپس چلے گئے سپاہیوں کے جانے کے بعد حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حجرے سے باہر تشریف لائے تو فرمایا: اے حبیب عجمی رضی اللہ عنہ میں سمجھ گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی برکت سے اُن ظالموں کے پنجہ سے مجھے محفوظ رکھا لیکن اِس کی وجہ بتایئے آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ وہ اِس حجرے میں ہے۔ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے میرے مرشدِ برحق اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو میری برکت کی وجہ سے مخفی نہیں رکھا بلکہ سچ بولنے کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن سے مخفی رکھا۔ اگر جھوٹ کہتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے اور آپ (ہم دونوں) کو رسوا فرما دیتا۔

سوال: رضائے الٰہی کس چیز میں ہے؟

جواب: دل میں نفاق کا غبار نہ ہونے میں رضائے الٰہی ہے۔

سوال: کیا اللہ تبارک وتعالیٰ عیش پرستوں کی توبہ قبول فرماتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

واقعہ:

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ غلام کے بیٹے تھے۔ ایک شب آپ ہم چشموں (دوستوں) کے ساتھ عیش و عشرت اور ساز و رنگ میں مصروف تھے۔ اِسی عیش وطرب میں سب سو گئے تو حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ساز سے آواز سنی یَا مَالِکُ مَالَکَ اَنْ لَّا تَتُوْبَ؟ ''اے مالک تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو توبہ نہیں کرتا؟'' یہ سنتے ہی آپ نے سب کاموں سے ہاتھ کھینچا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور بیعت ہو گئے۔ اور ایسی توبہ کی کہ مقامِ ولایت کو پہنچ گئے اور قربِ الٰہی اور رضائے خداوندی حاصل ہو گئی۔

رضائے الٰہی کا واقعہ:

ایک دن حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ کشتی میں جا رہے تھے کہ کسی کا ایک نگینہ گم ہو گیا۔ سب کی طرف نگاہ ڈالی۔ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ ہی سب

www.seedharastah.com

میں اجنبی نظر آئے۔ آپ پر اُس نگینہ کی چوری کا الزام لگ گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی کہ یک لخت دریا کی تمام مچھلیاں دریا سے منہ نکالے ہوئے نظر آئیں اور دیکھا کہ ہر مچھلی کے منہ میں ایک نگینہ ہے۔ آپ نے ایک نگینہ لے کر اُسے دے دیا اور خود کشتی سے اُتر کر پانی پر چلنے لگے اور دریا کے کنارے پر تشریف لے آئے۔

سوال: محبوب ترین عمل کون سا ہے؟

جواب: محبوب ترین اعمال میں سے عمل' اخلاص ہے' جو عمل میں ہو۔ کیوں کہ عمل باخلاص ہی عمل ہوتا ہے اور اخلاص عمل کے اندر بمنزلہ روح ہے اور عمل بمنزلہ جسم۔ بلا اخلاص عمل بلا روح جسم ہے۔ اگر کوئی ہزار سال ظاہری عمل کرتا رہے مگر جب تک اُس میں اخلاص نہیں آئے گا وہ عمل طاعت مخلصانہ نہ کہلائے گا۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی سنّت مبارکہ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

واقعہ:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ حضرت ابوحبیب بن سلیم الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

''ایک شیخ معظم دریائے فرات کے کنارے سے گزرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوحبیب بن سلیم الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک بھیڑیا آپ کی بکریوں کی نگرانی کر رہا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اس بزرگ کی زیارت کرنی چاہیئے۔ اِس میں علاماتِ ولایت پائی جاتی ہیں (وہ شیخ فرماتے ہیں) میں ٹھہر گیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا صاحبزادہ کس کام سے اِدھر آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ کی زیارت کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جزاک اللہ۔ شیخ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا: حضرت یہ کیا معاملہ ہے کہ بھیڑیئے اور بکریوں کو ایک جگہ دیکھ رہا ہوں؟ حضرت ابوحبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بکریوں والے کی ربِ کائنات سے موافقت وصلح ہوگئی ہے۔

بعدازیں حضرت ابوحبیب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکڑی کا ایک پیالہ لیا اور اُسے ایک پتھر کے نیچے رکھا۔ اُس پتھر سے دو چشمے جاری ہوگئے۔ ایک دودھ کا چشمہ اور دوسرا شہد کا۔ شیخ فرماتے ہیں' میں نے یہ دیکھ کر حضرت ابوحبیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: آپ کو یہ درجہ کس عمل کی برکت سے حاصل ہوا ہے' تو آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی متابعت یعنی سنّت مبارکہ کی پیروی سے۔ حضرت ابوحبیب بن سلیم الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس شیخ کو ایک خوبصورت نصیحت فرمائی جو خلاصہء عبادات اور معاملات ہے فرمایا:

لَا تَجْعَلْ قَلْبَکَ صُنْدُوْقَ الْحِرْصِ وَبَطْنَکَ وِعَاءَ الْحَرَامِ ''اپنے دل کو حرص وہوا کا صندوق نہ بنا اور اپنے پیٹ کو حرام کا برتن نہ کر'' اِس لئے کہ ہدایتِ مخلوق انہی دو چیزوں پر عمل کرنے سے ہے اور نجات انہی دونوں چیزوں سے بچنے میں ہے۔

سوال: ایک مرید صادق کے لئے بہترین خزانہ کیا ہے؟

جواب: ایک مرید صادق کے لئے بہترین خزانہ رضائے الٰہی ہے۔ اور جو اپنے رب سے راضی ہوگیا وہ مخلوقات سے مستغنی ہوگیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے غنی ہوگا وہ یقیناً مخلوقات سے مستغنی ہوگا۔ حضرت ابوحازم مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں میں شامل ہیں جو مخلوقات سے مستغنی اور ربِ حقیقی سے راضی تھے۔

اِن کا ایک واقعہ کشف المحجوب شریف میں ہے۔

ایک بزرگ حضرت ابوحازم رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے۔ دیکھا وہ سو رہے ہیں۔ اُن بزرگوں نے حضرت ابوحازم مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیدار ہونے کا انتظار کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُٹھے اور اُن بزرگوں کو دیکھ کر فرمایا' میں نے ابھی حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے میرے ذریعے آپ کو پیغام عطا فرمایا ہے کہ جاؤ اپنی والدہ کی خدمت کرو (وہ محتاج اور بوڑھی ہے) یہ حج سے بہتر ہے۔

بخاری شریف پڑھیئے

بحوالہ

تیسیر الباری

(ادارہ)

جن وانس اور ملائکہ محکوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ [1]

''بے شک جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں (بندے) سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اُس سے محبت فرما۔ پھر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اُس سے محبت کرتے ہیں پھر وہ آسمانوں میں آواز دیتا ہے کہ فلاں (بندہ) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا محبوب ہے تم بھی اُس سے محبت کرو۔ لہٰذا تمام آسمانوں والے اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اُس کے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے'' (پھر جن وانس کے دِلوں میں اُس کی محبت پیدا کر دی جاتی ہے)

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسی مضمون میں کہا ہے

از خدا گشتی ہمہ چیز از تو گشت
از خدا کشتی ہمہ چیز از تو رفت

''جن چیزوں سے خود پروردگار عالم کو محبت ہے اُن کو اپنی حفاظت کے لئے نہ فوج اور سامان درکار ہے نہ عمل عملیات کی حاجت۔ دنیا کے سارے جاندار جن اور انس اور ملائکہ اُس کے محکوم ہیں'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۴۳ من وعن)

خبر غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دَعَتْہُ خَزَنَۃُ الْجَنَّۃِ اَیْ فُلْ ھَلُمَّ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ذَاکَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ [2]

''جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں (کسی چیز کا بھی) ایک جوڑا خرچ کرے جنت کے فرشتے اُسے آٹھوں دروازوں سے بلاتے ہیں کہ اے شخص اِدھر سے آ۔ (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اُس شخص کو تو کوئی تکلیف نہ ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اُمید ہے تم اُن ہی لوگوں میں سے ہوگے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا معجزہ:

اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یَا عَائِشَۃُ ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْکِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تَرٰی مَا لَا اَرٰی تُرِیْدُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم [3]

''اے عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھو یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام کھڑے ہیں) تجھے سلام کہتے ہیں۔ ام المومنین حضرت

[1] بخاری حدیث نمبر ۶۶۴۰، مسلم حدیث نمبر ۲۶۳۷، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۵۹، مسند احمد جلد۵ ص ۲۵۹، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۶۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۱۲۔

[2] بخاری حدیث نمبر ۳۲۱۶۔ ۳۶۶۶۔ ۲۸۴۱۔ ۱۸۹۷، مسلم حدیث نمبر ۱۰۲۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۷۴، مسند احمد جلد۲ ص ۳۸۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۱۷۱، الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۷۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۲۹۱۔ ۳۲۵۶۶، تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۴۶، تفہیم البخاری جلد۵ ص ۳۷، شرح السنۃ جلد۳ ص ۴۰۰۰۔

[3] بخاری حدیث نمبر ۳۷۶۸، تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۴۷، تفہیم البخاری جلد۵ ص ۴۰، مشکوٰۃ حدیث ۶۱۸۷، مرقاۃ جلد۱۱ ص ۳۳۱، مسلم حدیث نمبر ۲۴۴۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۸۸۱، نسائی حدیث نمبر ۳۹۵۳، مجمع الزوائد جلد۸ ص ۳۳۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (پھر عرض کیا) آپ ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی''۔

فرشتوں کا اترنا اور جمع ہوتے دیکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اَلْمَلَائِکَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ مَلَائِکَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِکَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَفِیْ صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْکُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ کَيْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَقَالُوْا تَرَکْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ آمِيْنَ وَالْمَلَائِکَةُ فِی السَّمَاءِ فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۴

''فرشتے زمین پر آتے جاتے رہتے ہیں کچھ رات کے فرشتے کچھ دن کے فرشتے اور فجر اور عصر کی نماز میں دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جو فرشتے رات کو زمین پر رہے تھے وہ (صبح کے وقت) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے۔ (حالانکہ وہ جانتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو دیکھ اور سن رہا ہے) تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں جب ہم نے اُن کو چھوڑا اُس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے اور جب اُن کے پاس گئے اُس وقت بھی وہ نماز میں تھے۔ فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں پھر دونوں آمینیں آپس میں موافق پڑیں تو آمین کہنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔

کافر دغاباز اور خبر غیب:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ: اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ: مَوْتِیْ، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيْکُمْ کَعُقَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰی يُعْطَی الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰی بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَکُوْنُ بَيْنَکُمْ وَبَيْنَ بَنِی الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَکُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ کُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا ۵

''حضرت عوف بن مالک (اشجعی صحابی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' انہوں نے کہا میں تبوک کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے کے خیمہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ نشانیاں ہوں گی اُن کو گن رکھ۔ ایک تو میری وفات' دوسرے بیت المقدس کی فتح' تیسرے عام وبا ہوگی جو بکریوں کی ناک کی بیماری کی طرح تم میں پھیل جائے گی (یعنی طاعون کی بیماری)' چوتھے مال کی کثرت اتنی کہ کسی شخص کو سو اشرفیاں دیں گے جب بھی ناراض رہے گا' پانچویں ایک بلا جو عرب کے ہر گھر میں گھس جائے گی' چھٹے تم میں اور نصاریٰ میں صلح ہوگی پھر نصاریٰ عہد شکنی کریں گے۔ اور اَسی ۸۰ جھنڈے لئے تم سے لڑنے آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے تلے بارہ ہزار (یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج) ہوگی۔ a

a ''پہلی دوسری نشانی تو پوری ہو چکی' تیسری کہتے ہیں کہ وہ بھی ہو چکی یعنی طاعون عمواس جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آیا جس میں ہزاروں مسلمان مر گئے، چوتھی نشانی بھی ہو چکی مسلمان روم اور ایران کی فتح سے مالدار ہو گئے تھے۔ پانچویں نشانی کہتے ہیں ہو چکی یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بنی امیہ کا فتنہ چھٹی نشانی ابھی نہیں ہوئی قیامت کے قریب ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے بڑی جنگ قسطنطنیہ کا فتح ہونا، دجال کا نکلنا یہ سب چھ مہینے کے اندر ہوں گی۔ اِس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ

۴ تیسیر الباری جلد۴ص ۳۴۹، تفہیم البخاری جلد۵ص ۴۴، مسند احمد جلد۲ص ۳۱۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ص ۴۶۵۔ ۵ بخاری جلد۱ص ۴۵۰، شرح السنۃ جلد۷ص ۴۳۰، مسند احمد جلد۶ص ۲۷۔۲۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ص ۲۲۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۴۵، مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۵۴۷، جلد۴ حدیث نمبر ۴۱۹، ۴۲۳، تیسیر الباری جلد۴ص ۳۱۲، تفہیم البخاری جلد۴ص ۷۰۷۔

www.seedharastah.com

نکالا کہ دغابازی کرنا کافروں کا کام ہے اور قیامت کی ایک نشانی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۱۳ من وعن)

خبرِ غیب:

قیامت کے قرب میں یہ چھ علامات ظاہر ہوں گی۔ ''قعاص'' بکریوں کی ناک کی بیماری ہے جس سے اُن کے ناک سے پانی بہنے لگتا ہے اور وہ اچانک مر جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث شریف میں چھ علامات میں سے پانچ ظاہر ہو چکی ہیں۔ ایک جناب رسول کریم ﷺ کی وفات' دوم بیت المقدس کا فتح ہونا' سوم موتان۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں طاعون کی بیماری پڑی جسے طاعون عمواس کہا جاتا ہے۔ اِس بیماری سے تین روز میں ستر ہزار انسان شہید ہوئے تھے' چہارم دولت کا عام ہو جانا۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔ جبکہ فتوحاتِ کثیرہ سے بہت مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا' پنجم فتنہ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات جن میں ہزاروں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے اور چھٹی علامت ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہرقل کی اولاد سے روم میں ایک بادشاہ پیدا کرے گا جس کا نام ''صمارہ'' ہوگا! جب مسلمانوں کا مشرکوں پر غلبہ ہوگا تو وہ حضرت مہدی علیہ السلام سے صلح کرے گا اور صلح کی مدت سات سال ہوگی۔ حضرت مہدی علیہ السلام رومیوں پر جزیہ مقرر کریں گے اور کسی ذمی کا احترام باقی نہ رہے گا اور وہ ذلیل وخوار اور رسواء ہوں گے۔ اُن کی صلیب کو توڑ دیا جائے گا پھر مسلمان دمشق جائیں گے اور کچھ وقت اِسی طرح گذرے گا۔ اچانک ایک رومی متوجہ ہوگا اور رومیوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو قیدو بند میں مسجون پائے گا۔ وہ صلیب کو اُٹھا کر بلند آواز سے کہے گا جو صلیب کی عبادت کرنے والا ہے وہ اِس کی مدد کرے ایک مسلمان کھڑا ہوگا وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ اور کہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ ہی غالب ہے۔ اُس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی۔ پھر روم کے بادشاہ خفیہ طور پر جمع ہوں گے اور مسلمانوں کے ملک پر حملہ کریں گے جبکہ مسلمان اُن کی طرف سے غافل ہوں گے اور وہ صلح ہی خیال کئے ہوں گے کیونکہ عہد شکنی رومیوں کی طرف سے ہوگی۔ وہ ۸۰ جھنڈے لے کر انطاکیہ پہنچیں گے جبکہ ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ اُس وقت حضرت سیّدنا مہدی علیہ السلام شام، حجاز، کوفہ، بصرہ اور عراق کی طرف پیغام بھیجیں گے اور اُن سے مدد طلب کریں گے۔ مشرق والے تو یہ جواب دیں گے کہ ہمارا دشمن خراسان سے حملہ آور ہوا ہے ہم اِس دھندے میں مشغول ہونے کے باعث مدد نہیں دے سکتے جبکہ کوفہ اور بصرہ سے کچھ مدد ملے گی وہ اُن کو ہمراہ لے کر دمشق پہنچیں گے حالانکہ رومیوں نے وہاں چالیس روز کی اقامت میں بہت فتنہ وفساد اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو صبر دے گا اور وہ اُن کے مقابلہ میں نکلیں گے اور اُن سے گھمسان کی جنگ ہوگی۔ بے شمار مسلمان شہید ہوں گے اور یہ ہولناک منظر ہوگا جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت عرب قبائل میں سے چار قبائل سلیم، فہد، غسان اور طیّ مرتد ہو کر رومیوں سے مل جائیں گے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو استقلال اور نصرت واعانت عطا فرمائے گا اور کافروں پر اپنا قہر وغضب نازل کرے گا۔ اُس وقت کے مسلمان تمام مخلوق سے بہتر ہوں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوں گے۔ اُن میں کوئی منافق نہ ہوگا۔ پھر مسلمان روم کے علاقہ میں داخل ہوں گے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوں گے تو اُن کے قلعوں کی دیواریں گرنے لگیں گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار فرمائے گا۔ مسلمان کافروں پر غلبہ حاصل کر لیں گے اور بے شمار اموال غنیمت اُن کے ہاتھ لگے گا۔ اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت چالیس سال رہے گی۔ اُس کے بعد اچانک فوت ہو جائیں گے! (تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۲۷۷ بحوالہ عینی شرح بخاری)

صلح حدیبیہ:

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ : أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّعْتَمِرَ أَرْسَلَ اِلَى اَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يُقِيمَ بِهَا اِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ ، وَلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السَّلَاحِ، وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ اَحَدًا، قَالَ: فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ، فَكَتَبَ: هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوا: لَوْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَتَابَعْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ: اَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، وَاَنَا وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: وَكَانَ لَا يَكْتُبُ ، قَالَ: فَقَالَ: لِعَلِيٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللّٰهِ لَا اَمْحَاهُ اَبَدًا، قَالَ: فَاَرِنِيْهِ، قَالَ: فَاَرَاهُ اِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الْاَيَّامُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ ارْتَحَلَ. [۶]

ادب واحترام:

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کا ارادہ فرمایا تو مکہ مکرمہ کے کافروں سے مکہ مکرمہ میں آنے کی اجازت چاہی۔ اُنہوں نے یہ شرط کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تین راتوں سے زیادہ نہ رہیں۔ اور ہتھیار غلافوں میں رکھیں اور مکہ مکرمہ میں سے کسی کو (اپنے پاس) نہ بلائیں۔ یہ شرطیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھنا شروع کیں اور صلح نامہ کے شروع میں یوں لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر حضرت محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا۔ اِس پر قریش کے کافر کہنے لگے اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکتے کیوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان بن جاتے۔ یوں لکھئے یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو (حضرت) عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے ہیں' نے فیصلہ کیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم میں عبداللہ کا بیٹا ہوں اور خدا کی قسم میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوں حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں لکھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: خدا کی قسم میں تو اِس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ ب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا مجھ کو دکھاؤ یہ لفظ کہاں ہے؟ انہوں نے دکھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُس کو مٹا دیا۔ خیر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور تین دن گزر چکے تو مشرک لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اب اپنے صاحب (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو (شرط کے موافق) کوچ کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا بہتر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے کوچ کیا''۔

ب یہ فرمانا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عدول حکمی اور مخالفت کے طور پر نہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور خیر خواہی اور جوشِ ایمان کی وجہ سے تھا اِس لئے کوئی گناہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوپر نہ ہوا۔ یہاں سے شیعہ کو سبق لینا چاہئے کہ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محض محبت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے خلاف کیا ویسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی قصہءِ قرطاس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کے خیال سے کتاب لکھی جانے میں مخالفت کی۔ دونوں کی نیت بخیر تھی۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر

ایک جگہ حسنِ ظن کرنا اور دوسری جگہ بدظنی صریح بے ایمانی اور بدنفسی ہے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۱۹ من وعن)

---

۶ بخاری جلد ۱ص ۴۵۲، تیسیر الباری جلد ۴ص ۳۱۸، تفہیم البخاری جلد ۴ص ۸۰۷۔

شرح:

سرورِ کائنات ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا اور تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب حدیبیہ پہنچے تو مشرکوں نے آپ ﷺ کو عمرہ کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کرنے پر صلح کی۔ اور صلح نامہ میں ایک شرط یہ لکھی کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص آپ ﷺ کے ساتھ جانا چاہے تو اُس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے اگر تمہارا کوئی آدمی مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے تو آپ ﷺ اُس کو مکہ مکرمہ میں رہنے سے نہیں روکیں گے اور یہ شرط مردوں کے لئے تھی عورتوں کے لئے نہ تھی۔ اِسی لئے آپ ﷺ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو ساتھ لے گئے۔ کیونکہ صلح نامہ میں صرف مردوں کا ذکر تھا۔ لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ منسوخ ہے کیونکہ سیّد عالم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر کا سپہ سالار بنا کر قبیلہ خثعم پر چڑھائی کرنے بھیجا اور اُن میں مسلمان بھی تھے۔ تو وہ سارے سربسجود ہو گئے تا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو پتا چلے کہ وہ مسلمان ہیں لیکن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اُن سب کو قتل کر دیا جب نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اُن کا نصف فدیہ ادا کر دیا اور فرمایا میں ہر اُس مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں میں رہتا ہو۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو حدیث شریف میں مذکورہ تین حضرات نے اپنے ساتھ لے جانا چاہا لیکن سیّد عالم ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بیوی بچی کی خالہ تھی اور خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ حالانکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا باپ' حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا باپ عبدالمطلب ہے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی والدہ سعدیٰ

(باقی صفحہ نمبر ۲۴ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

علامات و معجزات

(قسط نمبر ۳)

(ادارہ)

درختوں اور پہاڑوں سے سلام کی آواز:

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ [۱]

''ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو پہاڑ اور درخت بھی سامنے آتا وہ کہتا: **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ** (اور میں اُس کو سُن رہا تھا)۔

(۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:-

إِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ [۲]

''مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے کہ وہ مجھ پر سلام کرتا تھا (اُن دنوں اور راتوں کی بات ہے) جن راتوں میں مبعوث ہوا (یعنی اعلانِ نبوت فرمایا) میں (اُس پتھر کو) اب بھی پہچانتا ہوں۔''

اُونٹ کا سجدہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، انصار کے ایک گھر میں ایک اونٹ اُن کے لئے کنویں سے پانی نکالتا تھا، وہ اونٹ بگڑ گیا، وہ انصار رضی اللہ عنہم رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارا اونٹ ہمارے لئے پانی نکالتا تھا، وہ بگڑ گیا ہے کسی کو پاس نہیں آنے دیتا۔ کھیتی اور کھجوریں پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاسی ہیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ قُومُوا فَقَامُوا فَدَخَلَ الْحَائِطَ وَالْجَمَلُ فِي نَاحِيَتِهِ فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَهُ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ صَارَ مِثْلَ الْكَلْبِ الْكَلِبِ نَخَافُ عَلَيْكَ صَوْلَتَهُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيَّ مِنْهُ بَأْسٌ فَلَمَّا نَظَرَ الْجَمَلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ نَحْوَهُ حَتّٰى خَرَّ سَاجِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِنَاصِيَتِهِ أَذَلَّ مَا كَانَتْ قَطُّ حَتّٰى أَدْخَلَهُ فِي الْعَمَلِ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا بَهِيمَةٌ لَا يَعْقِلُ يَسْجُدُ لَكَ وَنَحْنُ نَعْقِلُ فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ قَالَ لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا لِعِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا [۳]

''رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا اُٹھو۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوگئے اور باغ میں تشریف لے گئے اور (وہ) اونٹ باغ کے ایک کونے میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اُس کی طرف چلے، انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ اونٹ باؤلے کتے کی طرح ہے۔ مبادا آپ ﷺ پر حملہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس سے کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف چلا یہاں تک کہ قریب آکر آپ ﷺ کے حضور سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اُسے ماتھے کے بالوں سے پکڑا اور کام کے لئے دے دیا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ ﷺ سے

---

۱ جامع ترمذی جلد۲ص۲۰۴۔ ۲ ترمذی جلد۲ص۲۰۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ص۲۴۵ حدیث نمبر ۲۰۲۸، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۲ص۱۵۳، دلائل النبوۃ ابونعیم ص۳۹۷ حدیث نمبر ۳۰۱-۳۰۰ چھاپہ دار النفائس (بیروت)، مسند احمد جلد۵ص۱۰۵، البدایۃ والنہایۃ جلد۳ص۱۶۔ ۳ مجمع الزوائد جلد۹ص۴، مسند احمد جلد۳ص۱۵۹، درمنثور جلد۲ص۱۵۴، الترغیب والترہیب جلد۳ص۵۵۔

عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جانور بے عقل آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم عقل والے ہیں، اِس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی بشر کو لائق نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے اور اگر کسی انسان کا کسی انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اُس کی عظمت کی وجہ سے جو اُسے عورت پر حاصل ہے''۔

درخت کا سلام کرنا:

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے اِسلام قبول کرلیا ہے (مسلمان ہوگیا ہوں) لیکن مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھ جائے (اور پختہ ہو جائے)' **فَقَالَ مَا الَّذِیْ تُرِیْدُ** ؟ (آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟) اُس نے عرض کیا: **اُدْعُ تِلْکَ الشَّجَرَۃَ اَنْ تَاتِیَکَ** (اُس درخت کو بلائیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: **اِذْھَبْ فَادْعُھَا** (جاؤ اور اُسے بلالاؤ) وہ اعرابی اُس درخت کے پاس گیا اور کہنے لگا: **اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ** ﷺ ''تمہیں رسول اللہ ﷺ یاد فرماتے ہیں''۔ وہ درخت فوراً ایک طرف اتنا جھکا کہ اُس کی اُدھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں پھر دوسری طرف جھکا اور اُدھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں، **حَتّٰی اَتَتِ النَّبِیَّ** ﷺ ''یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا'' اور حاضر ہوکر عرض کرنے لگا: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ** ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سلام ہو آپ ﷺ پر''۔ اُس اعرابی نے جب یہ منظر دیکھا تو عرض کرنے لگا، **حَسْبِیْ حَسْبِیْ** ''مجھے کافی ہے، مجھے کافی ہے'' پھر نبی کریم ﷺ نے درخت سے فرمایا: **اِرْجِعِیْ فَرَجَعَتْ فَجَلَسَتْ عَلٰی عُرُوْقِھَا وَفُرُوْعِھَا** ''پلٹ جا، وہ درخت فوراً پلٹ گیا اور اپنی ریشوں مع شاخوں کے پہلے کی طرح جم گیا'' بعدازیں **فَقَالَ لَاعْرَابِیُّ اَذِّنْ لِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ اَنْ اُقَبِّلَ رَاْسَکَ وَرِجْلَیْکَ** ''اُس اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اجازت فرمائیں تاکہ میں آپ ﷺ کے سرِ انور اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں'' حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت عطا فرمائی پھر اُس نے عرض کیا: **اَذِّنْ لِیْ اَنْ اَسْجُدَ لَکَ قَالَ لَا یَسْجُدُ اَحَدًا لِاَحَدٍ** ''مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں تو رسول کریم ﷺ نے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا'' (مخلوق میں) کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔ [۴]

سراقہ کا زمین میں دھنسنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والدگرامی سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے فرمائیں جب آپ رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کے لئے گئے تھے تو آپ کیسے گئے تھے۔ فرمایا: ہم ایک رات چلتے رہے اور اگلے دن بھی حتیٰ کہ دوپہر کو ٹھہرنے والا ٹھہر گیا (یعنی جب سورج سر پہ آجاتا ہے تو ایسے لگتا ہے وہ ٹھہر جاتا ہے یا اُس کی رفتار میں کمی واقعہ ہوجاتی ہے) اور راستہ خالی ہوگیا کہ اُس میں کوئی نہیں گذرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا۔ اُس پر دھوپ نہیں آتی تھی۔ ہم اُس کے پاس اُتر گئے اور میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کرکے اُس پر پوستین بچھادی تاکہ آپ نیند فرمالیں۔ (آرام فرمائیں) اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ سو جائیں میں آپ کے اردگرد پہرہ دیتا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ سو گئے اور میں آپ ﷺ کے اردگرد پہرہ دینے لگا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے ایک چرواہا سامنے

[۴] مستدرک حاکم جلد۴ ص ۱۹۰۔ دارمی جلد۱ ص ۱۳ مختصراً، نصب الرایۃ جلد۴ ص ۲۵۹، دلائل النبوۃ ص ۳۹۰ حدیث نمبر ۲۹۱۔

www.sedharastah.com

سے آتا دیکھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ وہ بولا ہاں! میں نے کہا دودھ دے گا۔ بولا ہاں! اُس نے ایک بکری پکڑی اور ایک پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہا۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میرے پاس ایک برتن تھا جو میں نبی کریم ﷺ کے لئے لایا تھا۔ جس میں سے آپ ﷺ سیراب ہوتے تھے' پانی پیتے تھے اور وضو شریف فرماتے تھے تو میں نبی کریم ﷺ کے حضور حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کو جگانا پسند نہ فرمایا۔ میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ بیدار ہوئے۔ پھر میں نے دودھ میں پانی ڈالا حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا (جیسے کچی لسی ہوتی ہے اور وہ بھی خوب ٹھنڈی) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ پئیں۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ میرا دِل راضی ہو گیا، میں بہت خوش ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: **اَلَمْ یَاْنِ لِلرَّحِیْلِ؟** ''کیا ابھی کوچ کا وقت آ گیا ہے''؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کوچ کا وقت آ گیا ہے۔ پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے (اچانک) سراقہ بن مالک بن جعشم ہمارے پیچھے پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آن لئے گئے۔ مگر رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: **لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** ''(اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غم نہ کر اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمارے ساتھ ہے''۔ پھر نبی کریم ﷺ نے (حضرت) سراقہ بن مالک (رضی اللہ عنہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) سے متعلق دُعا کی: **فَارْتَطَمَتْ بِہٖ فَرَسُہٗ اِلٰی بَطْنِھَا فِیْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ** ''تو اُن کا گھوڑا اُن کے ساتھ سخت زمین میں دھنس گیا۔'' سراقہ بن مالک نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبان نے میرے لئے یہ دُعا کی ہے۔ (اُس وقت سراقہ حضور ﷺ سے اتنا قریب تھے کہ آپ کی آواز حضور انور ﷺ تک پہنچ سکتی تھی۔ سراقہ نے یہ عرض تین بار کی ہر بار دھنسنے پر دل میں توبہ کرتے زمین چھوڑ دیتی چھوٹ کر پھر نیت بگڑ جاتی کہ گرفتار یا شہید کرنے پر سو اونٹ ملیں گے۔ زمین پھر پکڑ لیتی تیسری بار میں نے رسول کریم ﷺ کو پکارا میں آپ دونوں صاحبان کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی ضمان دیتا ہوں کہ میں آپ دونوں کو تلاش کرنے والوں کو دور کر دوں گا۔ **فَدَعَالَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا قَالَ کَفِیْتُمْ مَا ھٰھُنَا فَلَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا رَدَّہٗ** [۵] ''نبی کریم ﷺ نے دُعا کی وہ چھوٹ گئے پھر وہ یہ کرنے لگے کہ کسی سے نہیں ملتے تھے مگر کہتے تھے تم کفایت کئے گئے ہو۔ وہ اِدھر نہیں۔ وہ کسی سے نہ ملتے مگر واپس کر دیتے۔''

درختوں کا چل کر آنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ ہم وسیع جنگل میں اُترے تو رسول کریم ﷺ قضائے حاجت کے لئے گئے تو ایسی کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں (اگرچہ رسول کریم ﷺ بہت دور جا چکے تھے مگر پھر بھی بغیر آڑ کے استنجا کرنا مناسب نہ سمجھا) رسول کریم ﷺ نے جنگل کے کناروں میں دو درخت دیکھے۔ رسول کریم ﷺ اُن میں سے ایک درخت کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے اُس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی اور فرمایا: **اِنْقَادِیْ عَلَیَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَانْقَادَتْ مَعَہٗ کَالْبَعِیْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِیْ یُصَانِعُ قَائِدَہٗ** ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے میری اطاعت کر چنانچہ وہ (درخت) آپ (ﷺ) کے ساتھ اُس مہار والے اُونٹ کی طرح چلا جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس پہنچے تو اُس کی شاخوں میں سے بھی ایک شاخ پکڑی اور اُس کو بھی فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم سے میری اطاعت کر وہ (درخت) بھی پہلے درخت کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ ﷺ دونوں درختوں کے بیچ (آڑ میں)

---

[۵] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۶۹' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۴' بخاری حدیث نمبر ۳۶۱۵' مسلم حدیث نمبر ۲۰۰۹' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۔

ہوئے اور فرمایا: **اَلْتَئِمَا عَلَی بِاِذْنِ اللّٰہِ فَالْتَأَمَتَا** ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے میرے لئے مل جاؤ تو وہ دونوں (درخت) مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا میرا اور طرف دھیان گیا تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا اور درختوں کو دیکھا کہ جدا ہوگئے تھے **فَقَامَتْ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْھُمَا عَلٰی سَاقٍ** [۶] ''اُن میں سے ہر ایک اپنی پنڈلی پر کھڑا ہوگیا تھا'' وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پہنچ چکے تھے۔ میں اُن کا جانا نہیں دیکھ سکا۔ پلک جھپکتے وہ دونوں واپس ہوگئے۔ معلوم ہوتا ہے پکڑنے سے آگئے اور اشارے سے چلے گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ کا مضبوط ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، تم کہتے ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات مبارکہ زیادہ بیان کرتے ہیں (صحابہ وتابعین نے یہ بات تعجب سے کہی) اُنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سال صحبت مبارکہ رہی مگر آپ نے ہزاروں احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ فرماتے ہیں، اللہ (تبارک وتعالیٰ) وعدہ والا ہے (رب کی قسم میں ایک ایک لفظ درست روایت کرتا ہوں) فرماتے ہیں میرے مہاجر بھائیوں کو چیخ وپکار (خرید و فروخت) بازار میں مشغول رکھتی ہے اور میرے انصاری بھائیوں کو اُن کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا **وَکُنْتُ اِمْرَأً مِسْکِیْنًا** ''میں مسکین آدمی تھا''، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن (مبارک) دن بھر پکڑے رہتا تھا یعنی مجھے کوئی دنیاوی کام کاج نہیں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہنا میرا کام تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی ارشادات سننا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ دیکھتے رہنا میرا کام تھا۔ آستانہ مقدسہ درِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا بازار تھا اور یہی میرا مال ومتاع تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یَوْمًا لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ ھٰذِهٖ ثُمَّ یَجْمَعُهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ فَیَنْسٰی مِنْ مَّقَالَتِیْ شَیْئًا اَبَدًا** ''یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی اپنا کپڑا پھیلا دے حتیٰ کہ میں اپنا یہ کلام پورا کرلوں پھر وہ اپنے سینے سے لگائے پھر میرا کوئی کلام بھول جائے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے کمبل یا چادر کو پھیلا دیا (یا زمین پر بچھا دیا) مجھ پر اُس کے سوا کوئی کپڑا نہیں تھا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا فرمالیا پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگالیا۔ **فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَانَسِیْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا** [۷] ''اُس ذات کی قسم جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں اُس دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان (عالی شان) نہیں بھولا''۔

(صفحہ نمبر ۲۰ کا بقیہ)

ہے اور نہ ہی اُن کے درمیان رضاعت کا تعلق ہے کیونکہ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور قریش سے اُن کا خلط ملط ہوا تو اُن کی عمر آٹھ برس تھی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اخوّت کا معنیٰ کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا۔ اِس اعتبار سے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھائی اور اُن کی بیٹی کو اپنے بھائی کی بیٹی ظاہر کیا اگر یہ سوال ہو کہ **''اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ''** کا کیا مطلب ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس عبارت میں لفظ ''مِنْ'' اتصال کے لئے ہے اور اِس کو ''مِنْ'' اتصالیہ کہتے ہیں۔ یعنی تم میرے ساتھ متصل ہو اور میں تیرے ساتھ متصل۔ **واللہ ورسولہ اعلم** (تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۲۲۴۔۲۲۳)

[۶] البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۹۵، ۱۲۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۸۵، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۲۲، مسلم حدیث نمبر ۳۰۱۲، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۸۴، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۹۴، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ۱۳ حدیث نمبر ۱۴۳، دلائل النبوۃ ابو نعیم جلد ۱ جز ۲ حدیث نمبر ۲۹۶ ص ۳۹۲۔ [۷] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۹۶، مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۳۸، بخاری حدیث نمبر ۱۱۸، مسلم جلد ۲ ص ۳۰۱ حدیث نمبر ۲۴۹۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۸۳۴، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۵۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷۴، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۲۰۱۔

ایک سوال ایک جواب

سوال: وہ کون سا وقت تھا جس میں رسول کریم ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف کیا تھا؟

جواب: تفصیل ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رُخ زیبا کر کے نماز پڑھی۔ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ ''اور رسول کریم ﷺ دل سے چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کو کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو۔ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ''تحقیق (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ (ﷺ) کا آسمان کی طرف بار بار دیکھنا دیکھ رہے ہیں''۔

اور بے وقوف لوگ یوں کہنے لگے اِن کو اگلے قبلہ سے کس نے پھیر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب ﷺ آپ ﷺ ''قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ'' ''فرمادیں مشرق اور مغرب دونوں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے'' ایک شخص (جس کا نام حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ یا حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھا) نے (جب قبلہ بدلا) نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ نماز پڑھ کر چلا (اُس نے دیکھا) کچھ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عصر کی نماز پڑھ رہے تھے تو جب وہ وہاں سے گزرا تو دیکھا کہ وہ لوگ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اُس نے (نماز پڑھنے والوں کو) کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آپ ﷺ نے (نماز کی حالت میں ہی) کعبۃ اللہ (بیت اللہ) کی طرف رُخِ زیبا فرمایا فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ [1] ''(یہ سن کر) وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبۃ اللہ کی طرف گھوم گئے''۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بَابُ الصَّلٰوةِ مِنَ الْاِيْمَانِ [2] (باب نماز ایمان کا وہ حصّہ ہے) کے تحت لکھا ہے ''اَوَّلُ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةُ الْعَصْرِ'' ''آپ ﷺ نے پہلی نماز جو کعبۃ اللہ کی طرف رُخ زیبا فرما کر پڑھی وہ نماز عصر تھی'' ایک آدمی جس نے آپ ﷺ ہی کے ساتھ نماز عصر پڑھی تھی وہ نکلا تو ایک مسجد کے قریب سے گزرا جہاں لوگ نماز پڑھ رہے تھے وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ''اور وہ رکوع میں تھے'' اِس گزرنے والے صاحب نے کہا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ کعبۃ اللہ (خانہ کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے فَدَارُوْا كَمَا هُمْ ''وہ لوگ اِسی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف پھر گئے''

نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں نمازیں پڑھتے تھے تو خانہ کعبہ کو پشت نہیں کرتے تھے بلکہ جب نماز پڑھا کرتے تھے جو خانہ کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان رکھتے تھے۔

اِس کی تفصیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ بارہ ربیع الاول کو پیر کے روز ضحوہ کبریٰ کے وقت مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور پیر کے روز ہی آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی۔ غارِ ثور میں تین دن قیام فرمایا اور بارہ دن سفر میں رہے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک پہنچنے میں کل پندرہ روز سفر کیا اور مدینہ منورہ میں پہلے اپنے ماموؤں کے پاس اقامت فرمائی۔ ابن سعد نے کہا کہ آپ ﷺ نے بنی عمر کے پاس قباء میں چودہ روز اقامت فرمائی پھر آپ ﷺ جمعہ کے روز وہاں سے نکلے اور بنی سالم بن عوف کے پاس بطن وادی کی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھی۔ یہ مدینہ منورہ میں پہلی نمازِ جمعہ تھی جو آپ ﷺ نے پڑھی۔ پھر راستہ میں لوگ اقامت کے لئے عرض کرتے تھے لیکن آپ ﷺ یہی فرماتے کہ جہاں اونٹنی بیٹھے گی

[1] بخاری جلد ۱ ص ۵۷۔ [2] بخاری جلد ۱ ص ۱۰۔

وہاں ہی اقامت ہوگی کیونکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے چل رہی ہے حتیٰ کہ بنی عدی بن نجار جو آپ ﷺ کے ماموں ہیں، سے گزر گئی (حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو اِس قبیلہ میں سے تھیں۔ اس لئے بنو نجار آپ ﷺ کے ماموں ہیں) اور بنی مالک بن نجار کے پاس پہنچی اور مسجد کے دروازہ کے پاس بیٹھ گئی۔ اُس وقت وہ جگہ بکریوں کی ٹھہرنے کی جگہ تھی ،لیکن سیّد عالم ﷺ اونٹنی پر بیٹھے رہے حتیٰ کہ وہ اُٹھ کر کچھ دُور گئی جبکہ آپ ﷺ نے اُس کی مہار چھوڑ رکھی تھی۔ پھر اُس نے پیچھے کی طرف دیکھا تو پہلی جگہ پر آ کر پھر بیٹھ گئی۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ اُترے اور حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ اُس سے کجاوہ اُتار کر اپنے گھر لے گئے اور جنابِ رسول اللہ ﷺ وہیں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے مسجد نبوی اور مکانات بنائے پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے اُن میں تشریف لے گئے جبکہ آپ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سات ماہ قیام فرمایا تھا اور دونوں صاجزادیاں حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت ام کلثوم اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہن کو اپنے مکانات میں لانے کے لئے اپنے موالی حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ انہیں لے کر وہاں آ گئے۔

معلوم ہوا کہ آپ اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس نہیں ٹھہرے تھے وہاں سے اونٹنی گزر گئی تھی۔ آپ بنی مالک کے پاس ٹھہرے تھے جو عدی کے بھائی تھے اور اُن کو مجازاً ماموں کہا گیا ہے، کیونکہ اُن کے مکانات آپ کے ماموؤں کے مکانات کے قریب تھے۔

سیّد عالم ﷺ مدینہ منورہ میں سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھتے تھے۔ اِس روایت میں سولہ یا سترہ ماہ شک سے ذکر کیا ہے، کیونکہ آپ یقیناً ربیع الاول میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور دوسرے سال نصف رجب کو قبلہ کی تبدیلی ہوئی تھی۔ جمہور علماء یہی کہتے ہیں۔ حاکم نے صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کی ہے۔ ابن حبان نے سترہ ماہ تین دن ذکر کئے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ بارہ ربیع الاوّل کو تشریف لائے تھے۔ اِس طرح تین دن اُوپر ہوجاتے ہیں۔

سیّد عالم ﷺ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر سب سے پہلے عصر کی نماز پڑھی تھی۔ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ انصار کے پاس سے گزرا جب کہ وہ عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے۔ جب اُن سے ذکر کیا کہ قبلہ تبدیل ہوگیا ہے تو وہ کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئے۔ پہلی حدیث شریف میں پہلی نماز، عصر کی نماز ذکر کی اور دوسری نماز کو مطلقاً ذکر کیا جبکہ دوسری حدیث شریف میں پہلی نماز کو مطلقاً ذکر کیا اور دوسری کو عصر سے مقید کیا اور کتاب خبرالواحد میں دونوں نمازوں کو عصر سے مقیّد کیا۔ ترمذی نے بھی دونوں جگہ عصر کی نماز کا ذکر کیا۔ بخاری' نسائی اور مسلم نے بھی کتاب الصلوٰۃ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی شخص آیا جبکہ اُن کے چہرے شام کی طرف تھے اُس نے تحویل قبلہ کی خبر دی تو وہ نماز میں کعبہ کی طرف پھر گئے۔

مسلم میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت جیسی ہے کہ صبح کی نماز تھی۔ بنی سلمہ سے ایک شخص وہاں سے گزرا اور فجر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔ عصر کی اور صبح کی روایات میں جمع اور اتفاق کا یہ طریقہ ہے کہ اُس شخص نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تھی پھر وہ شخص انصار کے پاس سے عصر کی نماز کے وقت گزرا' یہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جمع ہے اور حضرت انس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق کہ وہ صبح کی نماز تھی۔ وہ دوسرے روز اہل قباء کی نماز ہے۔ اس طرح اِن احادیث مبارکہ میں اتفاق ظاہر ہے۔ وہ شخص جن کے پاس سے گزرا تھا، وہ اہلِ قباء نہیں تھے بلکہ مدینہ منورہ میں مسجد والوں کے پاس سے گزرا تھا جبکہ وہ عصر کی نماز میں

تھے اور اہل قباء کے پاس صبح کی نماز کے وقت آیا تھا جیسا کہ روایات میں تصریحاً موجود ہے **قَوْلُہٗ فَمَرَّ عَلٰی اَھْلِ مَسْجِدٍ** یہ لوگ اہل قباء نہیں بلکہ وہ بنی سلمہ کی مسجد والے ہیں جسے **ذو قبلتین** کہا جاتا ہے اُن کے پاس سے وہ شخص گزرا جبکہ وہ عصر کی نماز میں تھے اور اہل قباء کے پاس صبح کو آیا تھا جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔

تحویل قبلہ سے پہلے کئی لوگ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نمازیں پڑھتے رہے اور وہ فوت ہو گئے یا شہید ہو گئے تھے۔ اُن کی نمازیں مقبول ہیں کیونکہ وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نمازیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے پڑھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں کیا اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ظہر کی کچھ نماز پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ صحیح روایات کے خلاف ہے تحویل قبلہ ظہر اور عصر کے درمیان ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے سب سے پہلی نماز کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر پڑھی وہ عصر کی نماز تھی۔ اِس حدیث شریف میں اعمال کا ایمان پر اطلاق ہے اور اعمال کے تفاوت سے کمالِ ایمان میں تفاوت لازمی امر ہے۔ یہ مرجئہ پر رد بلیغ کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ وہ اعمال کو ایمان نہیں کہتے۔ (عینی قسطلانی)

علامہ قسطلانی نے کہا اِس حدیث شریف سے سرورِ کائنات ﷺ کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور عظیم فضیلت اور عظمت وکرامت معلوم ہوتی ہے کہ جو آپ ﷺ چاہتے ہیں۔ اُسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے کر دیا قرآن کریم میں ہے:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی '' نیز حدیث قدسی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا **مِنْ لَّدُنَّ الْعَرْشِ اِلٰی تَحْتِ الْاَرْضِیْنَ کُلُّھُمْ یُطْلُبُوْنَ رَضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَ کَ یَا مُحَمَّدُ** '' یعنی '' اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) زمینوں کے تلے سے لے کر عرش تک جتنی مخلوق ہے وہ میری رضا کی طالب ہے اور میں آپ ﷺ کی رضا چاہتا ہوں''۔ یہ حضور ﷺ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

''جناب رسول کریم ﷺ کی فضیلت کی کوئی حد نہیں جو کوئی بیان کرنے والا اپنے منہ سے اظہار کر سکے ''

تبدیلی قبلہ کی وجہ:

''جب رسول کریم ﷺ مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہود کہتے کہ حضرت محمد (ﷺ) دین میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر اتباع ہمارے قبلہ ہی کا کرتے ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ یہ پسند فرماتے تھے کہ بیت اللہ شریف ہی قبلہ ہو جائے۔ چنانچہ کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خواہش کا ذکر حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کیا کہ بیت اللہ شریف چونکہ میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے۔ اِس لئے میری خواہش ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے قبلہ بنا دے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں آپ (ﷺ) کی طرح بندہ ہوں اور آپ ﷺ اپنے رب کے نزدیک مجھ سے زیادہ بزرگ اور مقرب ہیں آپ خود اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کیجئے۔ رسول کریم ﷺ نے دُعا فرمائی اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھتے رہتے۔ آخر کار اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ دُعا قبول فرمائی اور یہ آیت مبارکہ **قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ** نازل ہوئی۔ [۳]

یہود کا اعتراض:

یہود نے اعتراض کیا کہ مسلمان مسجد اقصیٰ سے کیوں پھر گئے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ** '' اے میرے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ)

[۳] مظہری جلد ا ص ۱۴۳ ' فخر الدین رازی جلد ۲ جز ۴ ص ۱۲۱۔

فرمادیں' مشرق اور مغرب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں پس جس طرف منہ کرو گے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اسی طرف ہے''۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) اَلْبَیْتُ قِبْلَۃٌ لِاَھْلِ الْمَسْجِدِ وَالْمَسْجِدُ قِبْلَۃٌ لِاَھْلِ الْحَرَمِ وَالْحَرَمُ قِبْلَۃٌ لِاَھْلِ الْاَرْضِ فِیْ مَشَارِقِھَا وَمَغَارِبِھَا مِنْ اُمَّتِیْ** ۴

''بیت اللہ قبلہ ہے مسجد حرام والوں کا' مسجد حرام قبلہ ہے اہل حرم کا اور حرم شریف قبلہ ہے اہل زمین کا خواہ مشرق میں ہوں خواہ مغرب میں ہوں' میری تمام امت کا قبلہ یہی ہے''۔

ایمان بالغیب رکھنے والے کون ہیں؟

حضرت نویلہ بنت مسلم فرماتی ہے:

''ہم مسجد حارثہ میں ظہر اور عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کر رہے تھے دو رکعتیں ادا کی جا چکی تھیں کسی نے آکر قبلہ تبدیل ہونے کی خبر دی چنانچہ ہم نماز ہی میں بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہو گئے اور باقی نماز اسی طرف (منہ کر کے) ادا کی۔ اس تبدیلی میں مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا یہ لوگ ہیں ایمان بالغیب رکھنے والے''۔ ۵

حضرت عمارہ بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کر رہے تھے' دوران رکوع ندا دینے والے کی ندا کو سنا کہ قبلہ تبدیل ہو گیا ہے تو ہم کعبۃ اللہ کی طرف پھر گئے سب مرد عورتیں اور بچے رکوع کی حالت میں ہی''۔ ۶

شانِ مصطفیٰ کریم ﷺ:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ ''بے شک ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھانا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ تبدیلی کے لئے نہ تو ہاتھ اٹھائے نہ ہی زبان سے دُعا کی (اے اللہ یہودی مسلمانوں کو باتیں کرتے ہیں کہ نبی الگ' کتاب الگ' مذہب الگ لیکن جب عبادت کی باری آتی ہے تو قبلہ ہمارا استعمال کرتے ہو) بلکہ قلب مصطفیٰ ﷺ میں دورانِ نماز ہی خیال آیا تو آسمان کو دیکھنا شروع کر دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے دیکھنے کو پسند فرماتے ہوئے فرمایا' میرے محبوب ﷺ آپ ﷺ جس قبلہ پر راضی میں بھی اُسی قبلہ پر راضی ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کے ختم ہونے کا انتظار نہیں فرمایا بلکہ دوران نماز ہی حکم فرمایا کہ اپنا رُخ مسجد حرام کی طرف کر لیں''۔

مسئلہ: کوئی شخص مسجد حرام کے اندر بیت اللہ کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو اور بیت اللہ شریف بھی اُس کو نظر آرہا ہو تو اُس کا قبلہ بیت اللہ کا عین ہو گا اور اگر وہ شخص عین سے پھر گیا تو اُس کی نماز نہیں ہوگی۔ اور جو بیت اللہ شریف سے دور ہو اُس کے لئے جہت کعبہ کا ہونا واجب ہے عین کعبہ کا ہونا واجب نہیں۔

وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ

''اے مسلمانوں تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اُس کی طرف کر لو''۔

خطاب للامۃ خص الرسول اللہ ﷺ اولا بالخطاب تعظیما لہ و ذلک الخطاب و ان کان شاملا للامۃ لکن بعد ذلک خوطب الامۃ تصریحا لعموم الحکم و تاکیدا الامر القبلۃ ۷

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اُمّت کو خطاب فرمایا اور جناب سرکار کائنات ﷺ کو خاص آپ ﷺ کی تعظیم کیلئے خطاب فرمایا' آپ ﷺ کو خطاب فرمانا اگرچہ اُمّت کو شامل تھا لیکن تصریح توضیح اور تاکید کے لئے اُمّت کو خطاب کا تمغہ عطا فرمایا۔

---

۴ ابن کثیر جلد ا ص ۱۶۹' درمنثور جلد ا جز ۲ ص ۳۵۵' قرطبی جلد ۲ ص ۱۰۷۔ ۵ ابن کثیر جلد ا ص ۱۷۰' مظہری جلد ا ص ۱۴۴' درمنثور جلد ا جز ۲ ص ۳۵۴ ابو سعود جلد ا ص ۲۱۵' روح المعانی جلد ا ص ۴۰۸۔ ۶ ابن کثیر جلد ا ص ۱۷۰۔ ۷ مظہری جلد ا ص ۱۴۴۔

www.seedharastah.com

سوالات و جوابات

(ادارہ)

سوال: کیا کسی ذاتی مخالف سے انتقام لینا چاہئے؟

جواب: ذاتی مخالف سے انتقام نہیں لینا چاہیے جو ذاتی دشمن سے انتقام لیتا ہے وہ فنافی الرسول نہیں ہوسکتا۔ اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے 'فرماتی ہیں' نبی کریم ﷺ اپنے ذاتی دشمن سے بدلہ نہیں لیتے تھے بلکہ عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے معاف فرمادیتے تھے۔ ایسے ہی فنافی رسول اولیاء کا طریقہ ہے۔

واقعہ:

حضرت شیخ ابو طاہر حرمی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک روز ایک گدھے پر سوار ہو کر بازار جارہے تھے اور اُن کے مرید اُس گدھے کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے آوازہ کسا اور کہا یہ ''زندیق'' پھر آگیا ہے۔ مرید نے جب یہ آواز سنی تو غیرت عقیدہ کی وجہ سے اُس آوازہ کسنے والے کو مارنے کے لئے بڑھا اِس سے بازار کے جو لوگ تھے جوش میں آگئے۔ شیخ ابو طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرید سے فرمایا اگر تو خاموش ہو جائے تو ہم تجھے ایسی چیز بتائیں گے کہ اِس سے تیرا سب رنج و محن جاتا رہے گا۔ مرید خاموش ہوگیا جب اپنی جائے قیام پر تشریف لائے تو مرید کو حکم دیا کہ (میرا) وہ (سامنے پڑا ہوا) صندوق لاؤ۔ اُس صندوق میں بہت سے خط بھرے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک خط نکال کر اُس کے آگے رکھا اور پھر فرمایا یہ دیکھ متعدد لوگوں کے خطوط ہیں ہر ایک نے میرے لئے علیحدہ علیحدہ نام رکھے ہیں۔ ایک مجھے شیخ الاسلام لکھ رہا ہے ایک شیخ زکی اور ایک شیخ الحرمین۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ سب نے میرے نام رکھے ہیں مگر جو میں ہوں وہ کبھی بھی نہیں لکھا۔ میرا نام کسی خط میں نہیں ہر ایک نے مجھے اپنے اعتقاد کے مطابق ایک لقب دے دیا ہے اگر اس نے بھی مجھے کوئی لقب دے دیا ہے تو اِس پر تو اتنا برانگیختہ کیوں ہوا۔

سوال: کیا کسی ایمان والے کے بارے میں بدگمانی کرنی چاہیے۔

جواب: نہیں! بدگمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن مجید میں رب ذوالجلال کا ارشاد مبارک ہے **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○** (الحجرات:۱۲) ''اے ایمان والو بعض گمانوں سے بچو بے شک بدگمانی گناہ ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا بڑا مہربان ہے'' مطلب یہ کہ ایمان والے بھائی پر بدگمانیاں نہ کرو اگر اُس کے نام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اُسے خواہ مخواہ بُرے پہلو پر محمول نہ کرو۔ کسی بات کو غلط معنی نہ پہناؤ بلکہ حسن ظن رکھو۔ نیز ایمان والوں کے چھپے عیب تلاش نہ کرو جنہیں ربِّ کائنات نے اپنی ستاری سے چھپا رکھا ہے کیونکہ تمہارے بھی بہت سے عیب چھپے ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم اپنے عیب ڈھونڈیں۔ کیا ہم معصوم ہیں؟ کہ ہمارے اندر عیب نہیں ہیں کہ دوسروں کی عیب چینیاں کرتے ہیں۔

سوال: کیا نماز میں شلوار ٹخنوں سے اُوپر کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: دورانِ نماز کپڑوں سے کھیلنے کی ممانعت ہے بعض لوگ نماز پڑھنے سے قبل پتلون پائنچوں سے اُلٹا کر لیتے ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے کپڑے اُلٹ کر نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال: اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کوئی نمازی جماعت میں مل جائے تو کیا اُس کی نماز باجماعت شمار ہوگی۔

جواب: جی ہاں! اُس نمازی کو جماعت مل جائے گی۔ البتہ جتنی نماز

اُس کی رہ گئی ہے وہ امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرے گا۔

سوال: کیا پانی کھڑے ہوکر پینے کی ممانعت ہے؟

جواب: جی ہاں! کھڑے ہو کر پانی نہیں پینا چاہئے۔ صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے جو کھڑے ہوکر پانی پیئے وہ قے کر دے۔ ہاں البتہ آبِ زم زم اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پی سکتے ہیں۔

سوال: اولی الامر سے کیا مراد ہے؟

جواب: اولی الامر سے مراد وہ حکمران ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے احکام کے پابند ہیں۔

سوال: حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کون سا درود شریف پڑھتے تھے؟

جواب: احادیث مبارکہ میں مختلف الفاظ سے کئی درود شریف بیان ہیں جو نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو سکھاتے اور پڑھاتے تھے اور نماز میں خود بھی درود شریف پڑھتے تھے۔ تفصیل کے لئے بہار شریعت یا مدارج النبوت یا حصن حصین دیکھیں۔

سوال: قرآن مجید غیر مسلم کے ہاں پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: قرآن مجید کہیں بھی پاک جگہ بیٹھ کر پڑھا جاسکتا ہے۔ غیر مسلم کو اِسلام کی عظمت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان اور نبی کریم ﷺ کی رفعت اور مقام بتانے کے لئے غیر مسلموں کے ہاں پڑھنا جائز اور ضروری بھی ہے تا کہ اُنہیں اِسلام سے آگاہی ہو۔

سوال: کیا دورانِ سفر بس یا ٹرین کی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

جواب: دورانِ سفر بس یا ٹرین کی سیٹ پر اور چلتی ٹرین یا بس پر فرض نماز نہیں ہوتی۔ البتہ سنتیں اور نفل چلتی ٹرین یا بس کی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے پڑھنے سے ہوجاتے ہیں۔

سوال: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر کئی ایسی باتیں دیکھنے میں آئی ہیں جن سے ذہن میں کشمکش پیدا ہوگئی مثلاً اُن کے نام کی مہندی رچائی جارہی ہے۔ اُن کے نام کا سہرا سجایا جارہا ہے۔ ڈھول بجائے جارہے ہیں۔ عورتوں اور مردوں کا بے حجابانہ ہجوم نظر آرہا ہے۔ قوالیوں کا ہر طرف شور ہورہا ہے۔ عورتیں مردوں میں گھس کر تبرک لیتی ہیں۔ لڑکے ناچتے ہیں۔ عجیب سا ماحول ہوتا ہے اہلسنّت وجماعت ہونے کی حیثیت میں عرس مبارک کو کس طرح منانا چاہئے۔

جواب: آپ نے جتنی باتیں بیان کی ہیں وہ سب باتیں واقعی غلط ہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے عرائس پر ایسی قباحتیں نہیں ہونی چاہیں بلکہ عرائس کے موقعوں پر بزرگوں کے حالات زندگی اور سیرت وکردار اور اُن کی کرامات اور فلاحی کاموں کو بیان کرنا چاہیے تا کہ لوگوں کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہوں۔ عرائس کے موقعوں پر جو خلاف شرع کام ہوتے ہیں محکمہ اوقاف کو اُن پر پابندی لگانی چاہیے۔

سوال: وضو کے بغیر قرآنِ مجید کو چھونے اور پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: قرآنِ مجید میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے: **لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ** ''اُسے نہ چھوئیں مگر باوضو''، جس کو غسل کی حاجت ہو یا جس کا وضو نہ ہو یا حائضہ اور نفاس والی عورت اِن میں سے کسی کو قرآنِ مجید کا بغیر غلاف یا کسی کپڑے وغیرہ کے چھونا جائز نہیں۔ بے وضو زبانی قرآنِ مجید پڑھ سکتا ہے۔ لیکن بے غسل اور حائضہ کو یہ بھی جائز نہیں۔

سوال: نصابی کتب میں یا انگریزی کے مضامین میں نبی کریم ﷺ کے نام پاک کے ساتھ P.B.U.H لکھنا یعنی Peace be upon him کیا یہ درست ہے؟

جواب: ایسا لکھنا یعنی P.B.U.H کی کچھ حقیقت نہیں البتہ Peace be upon him دُعائیہ کلمات ہیں لیکن افضل و بہتر یہ ہے ﷺ ہی لکھا جائے۔ جب تک ﷺ لکھا رہے گا درود شریف لکھنے والے پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نوری فرشتے درود بھیجتے رہیں گے۔

سوال: بعض لوگ نماز کے نفل چھوڑ دیتے ہیں یا نفل کی جگہ قضاء نماز پڑھ لیتے ہے تو کیا نماز ہوجاتی ہے؟

جواب: نماز کے نفل پڑھنا قیامت کے دن فائدہ دے گا جب فرض نمازیں کم ہو جائیں گی یا ان میں کوئی غلطی ہوئی مگر درست نہ کر سکے تو اُس نماز کی جگہ نفل شامل کر کے نمازیں پوری کی جائیں گی۔ دوسرے نفلوں کی جگہ قضا نمازیں ادا کرنا بھی صحیح ہے۔ نوافل کی جگہ قضا نمازیں ادا کر لینی چاہیے۔

سوال: درود پاک کی تسبیح کے لئے کوئی بھی درود شریف پڑھ لیا جائے۔ یا صرف درود ابراہیمی افضل ہے؟

جواب: جونسا بھی درود شریف آپ کو یاد ہے پڑھ لینا چاہئے درود ابراہیمی بھی پڑھ سکتے ہیں مگر اِس میں سلام کا صیغہ نہیں۔ یہ نماز میں پڑھنے سے التحیات کے اندر سلام کی وجہ سے دُرود و سلام مکمل ہو جاتا ہے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

سوال: اگر دُعا نہ مانگیں یعنی حاجات بیان نہ کریں اور درود شریف ہی پڑھ لیں تو کیا درست ہے۔ یا ایک ایک حاجت' دُعا میں بیان کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر دُعا کی جگہ صرف درود شریف ہی پڑھ لیا جائے تو حدیث شریف کے مطابق ایسے شخص کے لیے دو انعامات ہیں

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی دُعائیں خود ہی پوری کر دیتا ہے۔

(۲) اُس کے گناہوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

سوال: نماز میں سورۃ الفاتحہ شریف کے اختتام پر ''آمین'' کہنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: جب امام صاحب والضالین کا جملہ ادا کریں تو مقتدی آہستہ سے آمین کہے کہ آہستہ آمین کہنا سنّت ہے۔

سوال: میں نماز کی دوسری رکعت میں جماعت کے ساتھ ملا۔ چوتھی رکعت میں امام صاحب نے سلام پھیر دیا جبکہ میری تیسری رکعت تھی میں نے بھول کر ایک طرف سلام پھیر دیا تو مجھے یاد آیا کہ میری تیسری رکعت ہے اِس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے تھا؟

جواب: ایسی بھول چوک معاف ہوتی ہے آپ کو کھڑے ہو کر باقی نماز پڑھ لینی چاہئے تھی تا کہ آپ کی نماز مکمل ہو جاتی۔

سوال: میری بیوی ناراض ہو کر میکے گئی ہوئی ہے۔ اُسے گئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔ اب وہ واپس آنا چاہتی ہے کیا میں اُسے واپس لے آؤں کیا یہ میرے نکاح میں ہے۔ سنا ہے کہ بیوی تین ماہ شوہر کے پاس نہ رہے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: صورت مسئولہ میں نکاح برقرار ہے۔ کسی نے آپ کو غلط بتایا ہے کہ بیوی تین ماہ شوہر کے پاس نہ رہے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ اُس کو اپنے گھر لے آئیں اِسی میں خیر ہے۔

سوال: اگر عورت کا شوہر مر جائے تو اُس کی عدت کتنی مدت تک ہے؟

جواب: قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت کریمہ نمبر ۲۳۴ میں ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں اُن کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

سوال: کیا نماز میں نبی کریم ﷺ کا خیال مبارک آنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے؟

جواب: ہرگز نماز خراب نہیں ہوتی۔ نماز آپ ﷺ کی اطاعت میں ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی اداؤں کو ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کیسے قیام، رکوع اور سجود کرتے تھے۔ یہ سب دھیان کی باتیں ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔ آپ ﷺ کا خیال تو خیال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں آپ ﷺ کے دیدار سے بھی فیض یاب تھے۔ احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' ایک دن پیر کے روز مسلمان صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اُن کی امامت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرۂ (مبارک) کا پردہ اٹھایا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی نبی کریم ﷺ پر نگاہ پڑ گئی۔ (آپ ﷺ نے) ان کو دیکھا وہ (نماز میں) صفیں باندھے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ مسکرا کر ہنسے۔ (جناب حضرت) ابوبکر صدیق

(رضی اللہ عنہ) اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لائیں گے اور مسلمانوں کا خوشی کے مارے یہ حال ہوا (قریب تھا) کہ نماز توڑ دیں لیکن آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا اپنی نماز پوری کرو۔ پھر آپ ﷺ حجرہ (مبارک) میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا اور اسی روز آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ (صلی اللہ علیک یا رسول اللہ)

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے عاشق زار تھے۔ اپنے محبوبِ کریم ﷺ کا چہرہ (مبارک) دیکھ کر اُن کو صبر کی طاقت نہ رہی۔ ایسی خوشی ہوئی کہ نماز کا بھی خیال نہ رہا نماز توڑنے ہی کو تھے۔ یہاں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ نماز اللہ جل جلالہٗ کی عبادت ہے اور اُس کی عبادت ہر مخلوق کی محبت سے زیادہ ہونی چاہیے تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کی محبت میں نماز کیسے توڑنے کو تھے کیونکہ صحابہ آخر بشر تھے اور بشر پر اکثر ایسی حالت غالب ہوجاتی ہے کہ وہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ کی محبت درحقیقت اللہ ہی کی محبت ہے۔

در نماز خمِ ابروئے تو یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد

(تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۰۸۔۲۰۷) یہ عبارت غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں صاحب نے لکھی ہے۔

محولہ بالا حدیث پاک میں کتنے واضح الفاظ میں بیان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز ہی میں اپنی توجہ اور ہمت حضور نبی کریم ﷺ کی طرف لگا دی مگر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر شرک وکفر کا کوئی فتویٰ نہیں لگایا بلکہ فرمایا:

اَنْ اَتِمُّوا صَلَاتَکُمْ ''کہ اپنی نماز پوری کرلو''۔

(بخاری جلد۱ ص۹۳، تیسیر الباری جلد۱ ص ۴۴۹، فتح الباری جلد۲ ص۲۰۹، عمدۃ القاری جلد۳ جز ۵ ص۲۰۵، تفہیم البخاری جلد۱ ص۱۰۳۱، مسند ابوعوانہ جلد۲ ص۱۱۸، ۱۱۹، مسند احمد جلد۳ ص۱۶۳)

حضرت ابومعمر عبداللہ بن سنجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی ریش مبارک ہلتی تھی۔

(بخاری جلد۱ ص۱۰۷، تیسیر الباری جلد۱ ص ۵۱۶، عمدۃ القاری جلد۳ جز۶ ص ۴۶، فتح الباری جلد۲ ص۳۳۲، تفہیم البخاری ص ۱۱۴۸)

نوٹ:۔ اِس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ نماز کی حالت میں ہی حضور ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھتے تھے۔ خیال تو کجا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نماز میں حضور ﷺ کے مقدس چہرہ پاک کی زیارت بھی کرتے تھے۔ اس سے آگے اور کیا بات ہوسکتی ہے۔

ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ''نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات میں سورج گرہن لگا آپ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز ہی میں اپنی جگہ پر رہ کر کچھ پکڑ رہے تھے پھر آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیچھے ہٹ گئے فرمایا، میں نے بہشت کو دیکھا تو میں اُس میں ایک خوشہ لینے لگا اگر اُسے لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم اُس میں سے کھاتے رہتے''۔

(بخاری جلد۱ ص۱۰۳، نسائی جلد۱ ص ۲۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص۳۲۱)

اِس حدیث شریف میں بھی غور کریں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُن کے سوال کا جواب تو عطا فرما دیا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ تم نماز پڑھ رہے تھے کہ میری طرف دیکھ رہے تھے۔ نماز میں تو اِدھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت ہے۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ نماز کی حالت میں نبی کریم ﷺ کو دیکھنے والوں کی نماز میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پریشان حال ذہنوں والے افراد پر رحم فرمائے اور انہیں رسول کریم ﷺ کی محبت اور ادب وتعظیم کی نعمت عطا فرمائے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز

از: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ برصغیر پاک و ہند میں بڑے بڑے بزرگوں کے سرحلقہ اور سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔ بیس سال تک سفر وحضر میں خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہے اور آپ سونے کے لباس کی نگرانی فرماتے تھے۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد نعمت خلافت سے آپ کو نوازا۔

آپ پتھورا رائے کے دور حکومت میں اجمیر شریف (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پتھورا رائے اُس زمانہ میں اجمیر شریف میں ہی مقیم تھا۔ ایک روز اُس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا۔ وہ بیچارا فریاد لے کر آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے اُس کی سفارش میں پتھورا رائے کے پاس ایک پیغام بھیجا، لیکن اُس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آ کر بیٹھ گیا ہے اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔ جب حضرت خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا زندہ گرفتار کر کے حوالے کر دیا۔ اُسی زمانہ میں سلطان معزالدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے پہنچی، پتھورا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے آیا اور سلطان معزالدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ اُسی تاریخ سے اِس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑیں کٹ گئیں۔

مشہور ہے کہ حضرت خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی پر یہ نقش ظاہر ہوا کہ **حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ** (یعنی اللہ کا حبیب اللہ کی محبت میں دنیا سے گیا)۔

روایت:

بعض کے نزدیک حضرت خواجہ کی وفات ۶ رجب ۶۳۳ ہجری اور بعض کے نزدیک ماہ ذی الحجہ میں ہوئی لیکن پہلا قول صحیح ہے، اور اجمیر شریف میں جہاں آپ کی رہائش تھی وہیں مزار شریف بنایا گیا آپ کا مزار مبارک ابتداً اینٹوں سے بنایا گیا، پھر اُس کو علیٰ حالہ باقی رکھ کر پتھر کا ایک صندوق اُس کے اوپر بنایا۔ اِسی وجہ سے آپ کے مزار کی بلندی پیدا ہو گئی۔ سب سے پہلے آپ کے مزار کی عمارت خواجہ حسین ناگوری نے بنوائی، اُس کے بعد دروازہ اور خانقاہ کسی بادشاہ نے تعمیر کرائے۔

مشہور ہے کہ ''اجمیر'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کا نام ہے جس کی حکومت کی حد غزنی تک تھی ''آجا'' ہندی میں آفتاب کو بھی کہتے ہیں اور ''میر'' ہندی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں، ہندوؤں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہاڑوں پر تعمیر ہونیوالی دیواروں میں سب سے پہلے یہی دیوار تعمیر ہوئی، جو اجمیر شریف کے پہاڑ کے اوپر ہے اِسی طرح سرزمین ہند میں جو سب سے پہلا حوض بنایا گیا وہ ''پھکر'' کا حوض ہے، جو اجمیر شریف سے آٹھ میل ہے اور ہندو اُس کی پوجا کرتے ہیں اور ہر سال چھ روز کے لئے ''تحویل عقرب'' کے وقت وہاں غسل کرتے ہیں، اپنی عمر عزیز اور اولاد کو ایک باطل مذہب کی بدولت برباد کرتے ہیں۔ اُن میں سے جو قیامت کے قائل ہیں اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت بھی اِسی حوض سے شروع ہوگی، اور ''آجا'' نام جو اُس ملک میں ہندو تھے پہلے سے رکھتے تھے، پتھو را سب سے آخری راجہ ہے جس سے مسلمانوں نے ملک ہند حاصل کیا'' ناگور'' کا اکثر حصہ پتھورا کا آباد کردہ ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ پتھورا نے اپنے ایک افسر سے جو جانوروں کے گھاس دانہ کی نگرانی کرتا تھا، کہا کہ گھوڑوں کے طویلہ کے لئے کوئی مناسب اور اچھا مقام تلاش کرو، وہاں میں شہر میں آباد کروں گا، وہ افسر بہت گھوما پھرا، جب وہ اِس جگہ پہنچا جہاں اب شہر ناگور ہے تو اُس نے ایک دنبی کو دیکھا کہ اُس کے بچہ پیدا ہوا ہے اور ایک بھیڑیا اُس بچہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو دنبی نے اپنے بچہ کو پیچھے کر کے اُس بھیڑیئے پر حملہ کی تیاری شروع کی، اُس نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا کہ یہ مردانہ جگہ ہے اور اِس جنگل کا آب و گیا گھوڑوں کے لئے مفید ہے، چنانچہ وہاں ایک شہر آباد کر کے اُس

کا نام ''نوانگر'' یعنی نیا شہر رکھا۔ سلطان شہاب الدین غوری رحمہ اللہ تعالیٰ جب یہاں پہنچے اور پتھورا مارا گیا تو اُن کی ترک فوجوں کے زمانہ میں یہ لفظ ''ناگور'' بن گیا' واللہ اعلم بالصواب

ملفوظات خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ:

آپ کے کلام وملفوظات ''دلیل العارفین'' میں حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر دیئے ہیں۔ اِس میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا:

عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے' لٰہذا جو کچھ بھی اُس دل میں آئے گا جل جائے گا اور نابود ہو جائے گا کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔

اِرشاد فرمایا: بہتی ندیوں کا شور سنو' کس طرح شور کرتی ہیں' لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں' بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔

اِرشاد فرمایا: میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے خود سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے اولیاء بھی ہیں کہ اگر اِس دنیا میں ایک لمحہ بھی اُس سے حجاب میں آجائیں تو نیست ونابود ہو جائیں۔

اِرشاد فرمایا: ''میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے سنا ہے' فرماتے تھے کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے' اول سمندروں جیسی سخاوت' دوم آفتاب جیسی شفقت' سوم زمین جیسی تواضع''۔

اِرشاد فرمایا: نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور بُرے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

اِرشاد فرمایا: مرید اپنی توبہ میں اُس وقت راسخ اور قائم سمجھا جائے گا جب کہ اُس کی بائیں طرف والے فرشتے نے بیس سال تک اُس کا ایک بھی گناہ نہ لکھا ہو۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ بات اکابر متقدمین سے بھی منقول ہے' اور بعض متاخرین صوفیاء نے اِس بات کی حقیقت اِس طرح بیان فرمائی ہے کہ مرید کے لئے ہر وقت توبہ و استغفار کے ہوتے ہوئے گناہ نہیں لکھا جاتا' یہ مطلب نہیں کہ گناہ اُس سے بالکل سرزد ہی نہ ہو' اِسی وجہ سے مشائخ کرام اپنے مریدوں کو سوتے وقت استغفار کی تاکید کرتے ہیں تاکہ دن بھر کے وہ گناہ جو ابھی تک رحمت الٰہی کی وجہ سے نہیں لکھے گئے ہیں' کتابت وظہور میں نہ آئیں۔ اِرشاد فرمایا: میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سنا' فرماتے تھے کہ انسان مستحق فقر اُس وقت ہوتا ہے جب کہ اِس عالم فانی میں اُس کا کچھ بھی باقی نہ رہے محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے اِس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کر دے۔

اِرشاد فرمایا: عارفوں کا بڑا بلند مقام ہے جب وہ اِس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو تمام دنیا ومافیہا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

اِرشاد فرمایا: عارف وہ ہے جو کچھ چاہے تو فوراً اُس کے سامنے آجائے' اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اُس کی جانب سے اُس کا جواب سن لے۔

اِرشاد فرمایا: محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اُس کے اندر پیدا ہو جائیں' اور محبت میں عارف کا درجہ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اُس کے مقابلہ پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوتِ کرامت سے اُسے گرفتار کر لے۔

اِرشاد فرمایا: ہم برسوں یہ کام کرتے رہے لیکن آخر ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا' فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائے گا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔

اِرشاد فرمایا: پاسِ انفاس اہلِ معرفت کی عبادت ہے اور معرفتِ خداوندی کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

اِرشاد فرمایا: ولی کو ولایت اُس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک وہ معارف کو یاد نہ کرے اور ولی وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ وہ بھی اُسی طرح اکیلا ہو جائے جیسے اُس کا محبوب یکتا ہے۔

اِرشاد فرمایا: بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرتا رہے پھر اِس کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں خود کو مقبول سمجھے اور ولی کی علامت یہ ہے کہ خاموش اور غمگین ہو۔

اِرشاد فرمایا: جس نے بھی نعمت پائی وہ سخاوت کی وجہ سے پائی۔ درویش وہ ہے جس کے پاس جو بھی حاجت لیکر آئے تو اُسے خالی ہاتھ معدوم واپس نہ کرے اور ولی محبت میں ایسا شخص ہے جو دو عالم سے دل ہٹالے۔

اِرشاد فرمایا: اِس دنیا میں درویشوں کا درویشوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین چیز ہے' اور درویشوں کا درویشوں سے جدا ہونا بدترین چیز ہے' کیونکہ یہ جدائی علت سے خالی نہیں۔

اِرشاد فرمایا: درحقیقت صبر کرنے والا وہ ہے جس کو مخلوق سے تکلیف واذیت پہنچے لیکن نہ وہ کسی سے شکایت کرے نہ کسی سے ذکر کرے' اور سب سے بڑا ولی وہ ہے جو سب سے زیادہ حیران ہو۔

اِرشاد فرمایا: ولی کی علامت یہ ہے کہ موت کو پسند کرے' عیش وعشرت اور راحت کو چھوڑ دے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد سے محبت رکھے۔

اِرشاد فرمایا: جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبت کرنے والوں کو اپنے انوار سے زندہ فرمائے' تو یہی روایت ہے۔

اِرشاد فرمایا: اہلِ محبت وہ ہے جو استاد کے بغیر دوست کی باتیں سنیں۔

اِرشاد فرمایا: ولی وہ ہے جو صبح اُٹھے تو رات کی یاد نہ آئے۔

اِرشاد فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جس کا دِل وسوسوں سے پاک ہو۔

اِرشاد فرمایا: علم ایک بے پناہ سمندر ہے اور معرفت اِس کی ایک نالی' سو کہاں اللہ' کہاں بندہ' علم اللہ کے لئے ہے اور معرفت بندہ کے لئے۔

اِرشاد فرمایا: اہلِ معرفت ایسے آفتاب ہیں جو تمام عالم پر درخشاں ہیں' اور تمام عالم اُن کے نور سے روشن ہے۔

اِرشاد فرمایا: لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب صرف اُس وقت پاسکتے ہیں جب نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔

منیر احمد یوسفی (ایم-اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تصنیف کردہ کتب

نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ	نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ	نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ
1	ایصالِ ثواب	40روپے	11	قُل شریف کیا ہے؟	30روپے	21	والدین واولاد کے حقوق	80روپے
2	حدیث قسطنطنیہ	30روپے	12	ختم کے معانی	30روپے	22	حج عمرہ وزیارت	60روپے
3	آدابِ دُعا	80روپے	13	مجھے نماز سے پیار ہے	40روپے	23	آئیں نماز کا جائزہ لیں	90روپے
4	عظیم قرآنی دُعائیں	70روپے	14	تحفۂ معراج شریف نماز	20روپے	24	چالیسواں کیا ہے؟	40روپے
5	مسجد اور امامت	20روپے	15	سجدہ تعظیمی حرام ہے	20روپے	25	یوسف مصر محبت (حصہ اول)	150روپے
6	مسائلِ قربانی	30روپے	16	شفا بوسیلہ قرآن مجید ومنزل	20روپے	26	داتا کون کون؟	40روپے
7	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	40روپے	17	رمضان کے فضائل ومسائل	40روپے	27	استغفر اللہ	30روپے
8	آخری چہار شنبہ	20روپے	18	علاماتِ قیامت	20روپے	28	دعوت وتبلیغ	10روپے
9	نکاح نصف دین ہے	40روپے	19	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	30روپے	29	پاکیزگی نصف ایمان ہے	30روپے
10	ہمسائیوں کے حقوق	40روپے	20	مقدس دُعائیں	40روپے	30	لیلۃ القدر عید الفطر ومسائل	20روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ' 977-A' بلاک بی III' گجر پورہ چائنہ سکیم لاہور 6823128,0322-4730747

www.seedharastah.com

از: ریاض احمد قادری صاحب

جناب منیر احمد یوسفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

آپ کا شائع کردہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' پڑھنے کا اتفاق ہوا بہت خوشی ہوئی ماشاءاللہ بہت اچھا سلسلہ ہے ۴۰ صفحات میں بہت کچھ ہے۔ حمد باری تعالیٰ، تفسیر یوسفی، درس حدیث شریف، کشف المحجوب، امام شاہ احمد رضا بریلوی، حضرت مجدد الف ثانی، صفر کا مہینہ، زہد، نشری تقریر، بخاری شریف، اقامت، بندگی ہی بندگی، کامل پیرو مرشد غرض ہر تحریر اپنی جگہ چمکتا ہوا نگینہ ہے۔ پیر طریقت رہبر شریعت الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں نکلنے والا یہ شمارہ ہر لحاظ سے منفرد اور اعلیٰ ہے۔ ''یوسف مصر محبت'' کی اشاعت کی خبر ملی بہت خوشی ہوئی کہ بابا جی کی سوانح حیات محفوظ ہوگئی۔ اِس کتاب کے مطالعہ کی بے حد خواہش ہے امید ہے آپ جولائی کے آخری جمعۃ المبارک کے موقع پر جامع مسجد انوار مدینہ رضا آباد گلی نمبر۳ بازار نمبر۲ فیصل آباد میں آئیں گے۔ میں بھی وہاں حاضر ہو جاؤں گا۔ ۱۹۷۱ء اور بعد والے سالوں میں جامع مسجد دستگیری میں بابا جی کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کا شرف حاصل کرتا رہا ہوں۔ تب میری عمر ۶۔۷ سال تھی۔ میرے دادا مرحوم عبدالکریم اور والد مرحوم غلام رسول سرکار بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بہت مداح تھے۔ تمام عیدیں اور جمعے اُن کی اقتداء میں ادا کرتے رہے۔ اب تو اِس مسجد کی گراؤنڈ میں سکول تعمیر ہوگئے ہیں۔ بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوری شبیہہ میرے دماغ میں محفوظ اور تروتازہ ہے۔ میں ہر جمعہ اُن کی زبان مبارک سے پنجابی نعتیہ مجموعہ ''نگینے دے نگینے'' میں سے نعتیں سنتا رہا ہوں۔ آپ نے اُن کی سوانح حیات محفوظ کر کے ایک تاریخی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ مبارک باد قبول فرمائیں۔ والسلام!

ریاض احمد قادری

منقبت الحاج محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ

یوسف مصرِ محبت آپ ہیں
راہبر راہِ شریعت آپ ہیں

راہ گم کردان دنیا کے لئے
بے شبہ پیر طریقت آپ ہیں

آپ سے ملتی ہے سب کو آسودگی
روح کا سامان راحت آپ ہیں

آپ کے در سے ملے مہر و وفا
دہر میں عنوانِ الفت آپ ہیں

ہیں نگینہ معرفت آپ ہی
بزم عرفانی کی زینت آپ ہیں

آپ سے پایا سبق تطہیر کا
پیکر اطہر طہارت آپ ہیں

فیض لیتا ہے زمانہ آپ سے
ہر زمانے کی ضرورت آپ ہیں

آپ سے مہکا گلستان عشق کا
عشق کے پھولوں کی نگہت آپ ہیں

آپ سے پائی ہے سب بالیدگی
میرے شعروں کی لطافت آپ ہیں

آپ سے دیدار ہو اسلاف کا
اولیاء کی اِک زیارت آپ ہیں

آپ ہی کا تذکرہ اعزاز ہے
جان و دل کی اِک سکینت آپ ہیں

آپ کا ہونا کرم اللہ کا
دہر میں اللہ کی نعمت آپ ہیں